حبس زدہ تعلیم سے رہائی

پاکستان کے اسکولوں میں زیرِ استعمال درسی کُتب کا جائزہ

2015 - 2016

تدوین ونگرانی: سیسل شین چوہدری
تحقیق: عطاالرحمان سمن، کاشف اسلم، عائلہ گل

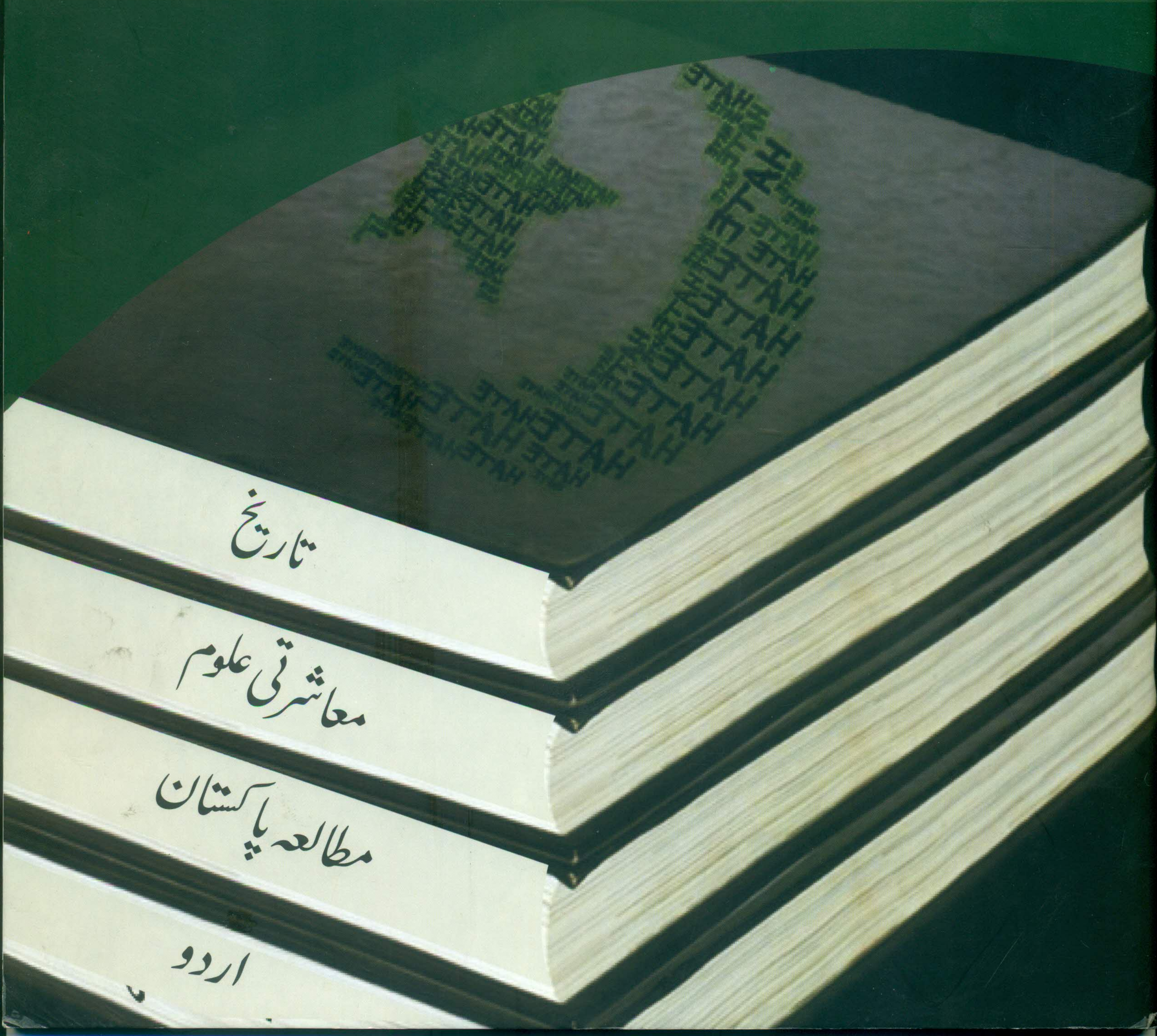

قومی کمیشن برائے امن وانصاف

حَبس زدہ تعلیم سے رہائی

پاکستان کے اسکولوں میں زیرِ استعمال درسی کُتب کا جائزہ

2015 - 2016

NCJP
NATIONAL COMMISSION FOR JUSTICE AND PEACE

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس کتابچہ کے مندرجات پبلشر کا حوالہ دے کر شائع کئے جاسکتے ہیں۔

پبلشر: قومی کمیشن برائے امن وانصاف

کمپوزنگ وڈیزائننگ: مُحمد علی، کاشف اسلم

ڈیزائن: بینش پطرس

پرنٹنگ: آرٹیزنز سروسز

اشاعت: فروری2016ء

تعداد: **1500**

چندہ: **25روپے**

پتہ: قومی کمیشن برائے امن وانصاف،E-64/A، گلی نمبر 8، آفیسرز کالونی، والٹن روڈ، لاہور، پاکستان

ٹیلی فون: 92-42-36668692

فیکس: 92-42-36655549

ای میل: ncjppakistan@gmail.com

ISBN: **978-969-9042-22-5**

فہرست مضامین

موضوعات	صفحہ نمبر
پیش لفظ	1
تعلیم کا مقصد	3
قومی ترجیحات اور نصابِ تعلیم	3
نصابِ تعلیم غیر جانبدار ماہرینِ تعلیم کی نظر میں	5
موجودہ نصاب تعلیم کے اثرات	5
اسلامیات لازمی اور اخلاقیات کا مضمون	7
جنوبی ایشیا میں تعلیم اور مذہب	7
اضافی نمبروں کی بحث	7
نصاب اور بیرونی مداخلت	8
ہندوستان اور پاکستان: تاریخ اور قومی مفاد	8
تعلیمی اصلاحات اور تضادات کی غلام گردش	10
تعلیمی پالیسی اور نظامِ تعلیم میں بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں	11
درسی مواد کا جائزہ (2016 - 2015)	12
سرکاری نصاب میں مذہبی منافرت اور مسخ شدہ تاریخی حقائق	14
سفارشات	39
حوالہ جات	40

پیش لفظ

اٹھارویں آئینی ترمیم کے ذریعے حکومت کی جانب سے اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کو یقینی بنانے کی سعی کی گئی تا کہ ادارے ریاست کی فلاح و بہبود کے لئے فعال کردار ادا کر سکیں۔ تاہم اس ضمن میں تعلیم کے شعبہ کو بھاری قیمت چکانا پڑی جس کے باعث ملک کے تعلیمی نصاب سے یکسانیت ختم ہوگئی۔ ہر صوبہ نے خواندگی میں اضافہ کے لئے اپنی الگ منصوبہ بندی کی لیکن بد قسمتی سے بچوں کے لئے تعلیم کے معیار پر کسی نے توجہ دینے کی زحمت نہیں کی۔

18 ویں آئینی ترمیم کے بعد حکومت نے 2012ء میں ایک ایجوکیشن ایکٹ منظور کیا جس کا مقصد آئین میں ترمیم شدہ آرٹیکل 25-A پر عملدرآمد تھا تاہم صوبائی حکومتیں اس پر عمل درآمد کرنے میں ناکام ہوئیں۔ 2009ء میں آخری تعلیمی پالیسی کے بعد موجودہ حکومت نے تعلیمی پالیسی پر کام شروع کیا ہے۔ تاہم سیاسی عدم استحکام کے باعث نئی تعلیمی پالیسی کا اعلان ابھی تک موخر ہے۔

صوبائی حکومتوں کی جانب سے بچے داخل کرنے کی مہم اور تعلیمی ایمرجنسی جیسے منصوبے تعلیم فراہم کرنے کے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ درحقیقت برسوں اس معاملے کو نظرانداز کرنے کے باعث اس کو حل کرنے کے ضمن میں پیچیدگیاں در آئی ہیں۔ اس ابہام کی صورت حال میں بین الاقوامی تعلیمی اور انسانی حقوق کے معیارات کی بنیاد پر ایک نئی تعلیمی پالیسی کی اشد ضرورت ہے۔ اس ضمن میں سول سوسائٹی کی متعدد تنظیمیں مختلف سرگرمیوں کے ذریعے تعلیم کی جانب حکومت کی توجہ مبذول کروانے کے لئے آواز اٹھا رہی ہیں۔ سول سوسائٹی کی جانب سے صدی کے ترقیاتی اہداف کے حصول کے لئے 'ادارہ تعلیم و آگہی' کی جانب سے بہتر تعلیمی نظام کیلئے دستخطی مہم اور 'الف اعلان' کی جانب سے تعلیم کے شعبہ کو وسائل مہیا کرنے کی مہم اس کی مثالیں ہیں۔

گذشتہ چند برسوں میں صوبوں میں تعلیمی نصاب میں تبدیلیوں کے ضمن میں جعلسازی، ہیرا پھیری اور مبالغہ آرائی جیسی منفی تبدیلیاں دیکھی گئیں ہیں۔ مثال کے طور پر بچوں کو اسلامی اقدار تک محدود رکھنے کے لئے تقابلی جائزہ پر پابندی، خیبر پختونخوا میں حکومتی اتحادی جماعت نے گزشتہ حکومت کی جانب سے کی جانے والی مثبت تبدیلیوں کو ختم کر کے اسلامی طرز تعلیم متعارف کروانے اور جہاد کے باب کو نصاب کا حصہ بنانے کا مطالبہ کیا تھا۔ دوسری صورت میں انہوں نے حکومت سے نکل جانے کی دھمکی دی تھی۔

متعدد ماہرین تعلیم بشمول کے۔ کے عزیز، ڈاکٹر اے ایچ نیئر، احمد سلیم، روبینہ سہگل اور دیگر نے درسی کُتب میں تاریخ اور مذہبی تعصبات کے بارے مسلسل لکھا ہے۔ اِس اشاعت کے پیش نظر درسی کُتب میں مذہب کی بنیاد پر تعصبات کی نشان دہی کرنا اور پاکستان کے سکولوں میں تنوع کی بنیاد پر تعلیم کی تدریس کی ضرورت کو واضح کرنا ہے۔

زیرنظر تحقیقی مطالعہ 'تعلیم یا نفرت کی آبیاری' حکومت، سیاسی طبقات اور دیگر متعلقہ حلقوں کے لئے اِس آگہی کا ذریعہ ہوگی کہ موجود حقائق کے تناظر میں ملک میں تعلیم کے ضمن میں معیار گر رہا ہے۔ قومی کمیشن برائے امن و انصاف گزشتہ 9 سال سے تعلیمی نصاب میں مذہب کی بنیاد پر تعصبات کا جائزہ لے رہا ہے۔

مجھے یاد ہے جب میں چھٹی جماعت کا طالب علم تھا۔ میرے لئے فضائیہ کے ایک نہایت اعلیٰ جنگی ہیرو کی حیثیت سے اپنے باپ کے کارناموں کے بارے درسی کتاب میں پڑھنا نہایت فخر کی بات تھی۔ تاہم جب میں کالج میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ سکولز میں پڑھائی جانے والی درسی کتب میں میرے والد اور دیگر مذہبی اقلیتوں کے ہیروز کا ذکر غائب ہو چکا تھا۔ میرے لئے تعلیمی نصاب میں یہ قصداً تبدیلی ایک خطرے کی گھنٹی تھی۔ یہ صرف ایک مثال ہے اُس نصاب کے بارے جو ہم بچوں کو پڑھا رہے ہیں۔ تاہم ایسی متعدد مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

اِس سے قطع نظر کچھ مثبت اشارے بھی موجود ہیں۔ 9 جون 2014ء کو سپریم کورٹ نے مذہبی اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ اور فروغ کے تناظر میں 32 صفحات پر مبنی اپنے تاریخی فیصلے میں واضح طور پر تعلیمی نظام کو مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کے لئے استعمال کرنے کا حکم ایک مثبت پیش رفت تھی۔

امسال جماعت ہشتم کی تاریخ کی کتاب اور جماعت دہم کی مطالعہ پاکستان کی کتاب میں 'اقلیتوں کا کردار' کے نام سے باب شامل کرنا نہایت خوش آئند امر ہے۔ سال 16 دسمبر 2014ء پشاور کو آرمی پبلک سکول میں افسوسناک حملہ کے بعد نیشنل ایکشن پلان کے تحت جماعت اول تا دہم کے طلباء کے لئے امن، رواداری اور تمام انسانوں کے احترام و وقار پر مبنی مختصر کہانیاں تدوین پر مبنی اشاعت بھی متعارف کروائی گئی ہے۔

مذکورہ بالا صورت حال کو مدِنظر رکھتے ہوئے اِس اشاعت میں صوبہ خیبر پختونخواہ، پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں پڑھائی جانے والی درسی کُتب (ملک کے 74 فیصد سکولوں میں پڑھائی جانے والی درسی کتابیں) میں موجود مذہب کی بنیاد پر امتیاز پر مبنی مواد کی نشان دہی کی گئی ہے۔

زیرِنظر تحقیقی مواد کاشف اسلم، عائلہ گل، کامران رحمت نے نہایت محنت سے تیار کیا ہے جبکہ اِس کا بیانیہ عطاالرحمٰن سمن کی تحریر ہے۔ اشاعت کی کمپوزیشن کرسٹوفر اعجاز اور ڈیزائننگ بینش پطرس نے کی ہے۔ علاوہ ازیں سارا عروج، سلومی یونس، آصف بشیر، ایاز گلزار، ثمینہ منظور، نوئیل الفونس اور نعمان پیٹر نے اِس اشاعت کو مکمل کرنے میں معاونت کی ہے۔ قومی کمیشن برائے امن و انصاف اِس اشاعت میں معاونت کرنے والے تمام افراد کا ممنون ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ اشاعت تعلیم کے شعبہ میں موثر اور کارآمد اصلاحات کے لئے معاون ہوگی۔

سیسل شین چوہدری

تعلیم کا مقصد

اگر فرض کر لیا جائے کہ تعلیم چند مہارتوں اور معلومات کی ترسیل نہیں درحقیقت حیات و کائنات کے بارے مثبت روّیوں کی تشکیل کا نام ہے تو سمجھنے میں دیر نہیں لگتی کہ دورِ جدید کے معاشرے نصابِ تعلیم کے ذریعے اپنی نسلوں کی تربیت پر دِل کھول کر روپیہ اور توجہ کیوں صرف کرتے ہیں۔ اِس عمل کی ہلکی پھلکی نگرانی ریاستی اداروں کے ذمہ ہوتی ہے اور تحقیق و مطالعہ کو ہر ممکن تعصب و قدغن سے بچایا جاتا ہے۔ چنانچہ نصابِ تعلیم کا بنیادی مقصد نئی نسل میں وطن سے محبت، قانون کا احترام اور سماجی گروہوں کے مابین باہمی احترام کے روّیوں کا فروغ ہوتا ہے۔

معروف فلاسفر، ماہرِ تعلیم اور ماہر نفسیات جان ڈیوی (1859ء - 1952ء) نے کہا تھا کہ '' بُری تعلیم دینے سے بہتر انسان ناخواندہ رہے''۔ 1947ء میں پاکستان کی شرحِ خواندگی 20% تھی جو آج سرکاری دعویٰ کے مطابق اس سے کہیں زیادہ ہے۔ شرحِ خواندگی بڑھنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں تنگ نظری، انتہا پسندی اور عدم برداشت کے روّیوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ چنانچہ بڑھتے ہوئے اِن منفی رجحانات اور خواندگی میں اضافہ کے درمیان ممکن ہے گہرہ تعلق ہو۔ آیئے تعلیمی پالیسیوں، قومی ترجیحات، غیر جانبدار ماہرین تعلیم کی آراء اور عوام پر اثرات کے حوالے سے اپنے تعلیمی نصاب کا جائزہ لیں۔

قومی ترجیحات اور نصابِ تعلیم

ڈاکٹر قیصر بنگالی لکھتے ہیں ''قیام پاکستان کے ابتدائی 50 سالوں میں 7 قومی تعلیمی پالیسیاں، 8 پانچ سالہ منصوبہ جات، متعدد سکیموں اور پروگراموں کے ذریعے زیر تعلیم طلباء اور قومی خواندگی کی شرح میں اضافے کی سعی کا حال یہ ہے کہ مغربی پاکستان میں 1951ء میں شرح خواندگی 16.4 فیصد تھی جو ایک عشرے کے بعد 16.3 فیصد ہو گئی۔ 1972ء کی تعلیمی پالیسی بے شک ایک ناکام پالیسی تھی۔ تاہم ضیاء الحق کے اقتدار پر قبضہ کے بعد اس پر عمل درآمد کے امکانات ختم ہو گئے، علاوہ ازیں ترجیحات کے ضمن میں کلیدی تبدیلیاں کر دی گئیں۔

1979ء کی تعلیمی پالیسی کے بعد تو 80 کی دہائی میں تعلیمی پروگراموں اور سکیموں کا گویا ایک سلسلہ چل نکلا۔ ایک پروگرام یا سکیم ختم ہونے سے قبل دوسرا پروگرام یا سکیم متعارف کروا دی گئی۔ مثال کے طور پر 1984ء میں دو سال کے لئے نیشنل لٹریسی پلان متعارف کروایا گیا تاہم اِس کو درمیان میں ہی بند کر کے چار سالہ لٹریسی پروگرام شروع کر دیا گیا جس کی جگہ بعد ازاں 'نئی روشنی' پروگرام نے لے لی۔

بلند و بانگ دعوؤں کے ساتھ ساتھ گذشتہ پالیسی کی ناکامی کا اعتراف ہر نئی پالیسی میں کیا گیا۔ 1959ء کی تعلیمی پالیسی میں 1975ء تک 100 فیصد خواندگی کی شرح کا حدف مقرر کیا گیا لیکن 1972ء میں خواندگی کی شرح 21.7 فیصد اور 1981ء میں 26.17 فیصد تھی۔ 1979ء کی تعلیمی پالیسی میں 1983ء تک 35 فیصد خواندگی کی شرح کا حدف مقرر کیا گیا تاہم 1984ء میں شرح خواندگی 26.2 فیصد تھی۔ نیشنل لٹریسی پلان اور نیشنل لٹریسی پروگرام میں 1986ء اور بعد ازاں 1990ء تک بالترتیب 33 اور 53 فیصد ٹارگٹ رکھا گیا تاہم 1992ء میں شرح خواندگی 34 فیصد تھی۔ قبل ازیں 1979ء کی تعلیمی پالیسی میں 2010ء تک 100 فیصد خواندگی کا حدف مقرر کیا گیا جو 1998ء کی تعلیمی پالیسی میں کم کر کے 70 فیصد مقرر کر دیا گیا۔

خواندگی کی شرح کے علاوہ دیگر معاملات میں بھی ترجیحات کی تبدیلی کا چلن برقرار رہا۔ مثلاً ساتواں پانچ سالہ منصوبہ (1988ء تا 1993ء) میں خواندگی میں اضافہ کے لئے غیر رسمی تعلیم کو اصولی طور پر رَدّ کر دیا گیا جبکہ 1992ء کی تعلیمی پالیسی میں غیر رسمی تعلیم (بالغ افراد کے لئے) کا اعادہ کیا گیا۔''

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے پاکستان ایجوکیشن کانفرنس بلائی تو 27 دسمبر 1947ء کو کراچی میں اِس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا '' آپ تعلیم اور اچھی تعلیم کی اہمیت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ بیرونی تسلط کے باعث گذشتہ ایک صدی تک ہمارے لوگوں کی تعلیم پر توجہ نہیں دی گئی۔ حقیقی اور جلد ترقی کرنے کے لئے اِس مسئلہ کا دیانت داری سے حل تلاش کرتے ہوئے تعلیمی پالیسی اور پروگرام کو عوام کے شعور سے ہم آہنگ کرنا ہوگا۔ تعلیم ایسی ہو جو ہماری تاریخ، کلچر اور جدید تقاضوں اور دنیا میں ہونے والی ترقی سے ہم آہنگ ہو۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ریاست کا مستقبل عوام کو دی جانے والی تعلیم پر منحصر ہے (اور ہونا بھی چاہیئے) اور اُس طریق پر

منحصر ہے کہ ہم کس طرح اپنے بچوں کو پاکستان کے اچھے شہری بناتے ہیں۔'' انہوں نے مزید واضح کیا کہ ''تعلیم کا مطلب صرف حصولِ علم ہی نہیں۔ ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کی کردار سازی کرنا ہے۔ ہمارے معاشی جسد میں جان ڈالنے کے لئے سائنس اور تکنیکی تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں سائنس، معاشیات، شماریات اور صنعتی تعلیم حاصل کرنا ہوگی۔ یاد رہے ہمیں دنیا کے ساتھ چلنا ہے جو اِس سمت میں بہت تیزی سے بھاگ رہی ہے۔ میں تاکید کروں گا کہ تکنیکی اور پیشہ ورانہ تعلیم پر توجہ دی جائے۔''

1959ء میں جسٹس محمد شریف کی سربراہی میں بننے والے کمیشن نے مذہبی تعلیم کو نصاب کا حصہ بنانے پر معقول اعتراضات کئے لیکن کمزور جمہوری ریاستی نظام ایک دباؤ میں آکر نصاب میں مذہبی ظواہر کو شامل کرتا گیا اور دوسری طرف معاشرہ اخلاقیات کے لازمی عنصر کے ضمن میں کمزور ہوتا چلا گیا۔

1972ء سے قبل اور بعد کی تعلیمی پالیسی میں بہت زیادہ فرق تھا۔ پاکستان کی حقیقی منزل جمہوری اور فلاحی ریاست کی تھی تاہم فلاحی ریاست کی بجائے عسکری ریاست بنانے کے خواہش مندوں نے نصاب میں نفرت اور تعصب کے مواد کو پروپیگنڈہ ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ قائداعظم کی بیان کردہ تعلیمی ترجیحات کو پس پشت ڈالنا اور ریاست کی غیر جانبدار مذہبی حیثیت کے اصول کو جس کا اعلان قائداعظم نے 11 اگست 1947ء کو کیا اِس سے انحراف کی پاکستانی عوام کو بھاری قیمت ادا کی ہے۔

اپریل 1979ء تک ہماری تعلیمی پالیسی کی ترجیحات میں واضح فرق آچکا تھا چنانچہ جنرل ضیاء الحق کی جاری کردہ تعلیمی پالیسی کا مفروضہ ''اچھا مسلمان، اچھا پاکستانی'' ٹھہرا (Good Muslim, Good Pakistani) دسمبر 1992ء میں نواز شریف کی حکومت نے 10 سالہ تعلیمی پالیسی 1992ء - 2002ء کا اعلان کیا۔ پالیسی میں تعلیم کا بنیادی عنصر ''اسلام کی تعلیمات'' تھا۔

مارچ 1998ء کو نواز شریف کی حکومت نے 12 سالہ قومی تعلیمی پالیسی 1998ء - 2010ء کا اعلان کیا۔ اِس تعلیمی پالیسی کے مقاصد یُوں بیان کئے گئے:

> ''تعلیم و تربیت کا مقصد شہریوں کو اِس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنی زندگیاں قرآن وسنت میں بیان کی گئی اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کریں نیز انہیں بہتر مسلمان بنانے کے لئے اُن کی تربیت کی جائے۔ قومی تعلیم کا ایک ایسا سسٹم متعارف کروایا جائے جس کے ذریعے نصابی جُزیات کے اعتبار سے دینی مدارس اور جدید سکول ایک دوسرے کے قریب آجائیں۔ اول تا ہشتم جماعتوں میں قرآن وناظرہ لازمی ہوگا جبکہ سیکنڈری سطح پر قرآن پاک کی منتخب آیات کا ترجمہ دیا جائے گا۔''

مندرجہ بالا پالیسی مدارس کے نصاب کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ تو نہ کر سکی لیکن سرکاری سکولوں کا نصاب آج ایسا بن چکا ہے کہ بعض جگہ سکولوں کے نصابِ تعلیم اور دینی تعلیم میں فرق باقی نہیں رہا۔

2006ء میں ''پاکستان میں تعلیم'' کے عنوان سے ایک وائٹ پیپر شائع کیا گیا جس پر ہر کس وناکس سے رائے پوچھی گئی۔ 2007ء میں نظر ثانی شدہ وائٹ پیپر شائع کیا گیا جس میں یہ تبدیلی کی گئی کہ اسلامی تعلیم کے باب کا نام بدل کر مذہبی تعلیم رکھ دیا گیا گویا کہ پاکستان میں صرف ایک مذہب سے واقفیت کی اجازت ہوگی۔ 10 ویں باب میں دو نئے پیراگراف شامل کئے گئے جن میں ریاست میں اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کی موجودگی کا اعتراف کیا گیا۔ پالیسی سفارش نمبر 4 اور 7 میں مندرجہ ذیل دو فقرات کا اضافہ کیا گیا ''غیر مسلم طلبا کے لئے اسلامیات کے متبادل اخلاقیات کی تعلیم پر مبنی مضمون متعارف کروایا جائے''۔

''دینی تعلیم کے نصاب کے ذریعے طلباء میں دیگر مذاہب کا احترام اجاگر کیا جائے'' (پالیسی سفارش 7)۔

2009ء میں منتخب جمہوری حکومت نے جو تعلیمی پالیسی متعارف کروائی وہ وہی ڈرافٹ تھا جسے بیوروکریسی اور وزارتِ تعلیم نے گذشتہ سات سال ''مشاورت'' کے منافع بخش کاروبار سے اخذ کیا اور جو ملک کے خود ساختہ اور بہ زعم خود ''نظریاتی محافظوں'' کی ہدایات پر بنا تھا۔ اس میں مذہبی اسباق میں اضافے کے ساتھ دینیات کے مضمون کو سیکنڈری لیول تک بڑھایا نیز (ناظرہ قرآن) کے مضمون کا اضافہ کیا گیا۔

نصابِ تعلیم غیر جانبدار ماہرینِ تعلیم کی نظر میں

گذشتہ تین دہائیوں میں انسانی حقوق کی تنظیموں اور غیر جانبدار ماہرینِ تعلیم کی جانب سے نصاب میں منفی رجحانات پر توجہ دلانے کی بارہا کوشش کی گئی۔ ذیل میں چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں :

☆1990ء میں مشہور تاریخ دان کے کے عزیز کی کتاب ''The Murder of History'' شائع ہوئی جس میں انہوں نے پاکستانی اسکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جانے والی 65 درسی کُتب کا جائزہ لیا۔ اُن کے مطابق ان کُتب میں حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا جن سے طلباء میں تعصب، امتیاز اور غیر مسلم یا مذہبی اقلیتوں کے لئے نفرت کے جذبات پروان چڑھنا یقینی تھا۔

☆ 2003ء میں ''A Subtle Subversion'' کے عنوان سے ڈاکٹر اے ایچ نیئر اور احمد سلیم کی تحقیق سامنے آئی جس میں انہوں نے نصابِ تعلیم میں مذہبی تعصّبات پر مبنی مواد کی نشاندہی کی جن کا منطقی نتیجہ مذہبی عدم رواداری کے فروغ کی صورت نکلنا تھا۔

☆ 28 جولائی 2010ء کو خیبر پختونخواہ ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئر مین پروفیسر فضل رحیم مروّت نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ ہم صوبے کی درسی کُتب سے نفرت انگیز مواد کو خارج کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک سُست رو (بتدریج) عمل ہے جس کے مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ نصابِ تعلیم، فرقہ وارانہ تقاریر اور نفرت انگیز مواد پر مبنی ویب سائٹ تک باآسانی رسائی کے باعث خیبر پختونخواہ میں بنیاد پرستی پھیلی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فوجی آمر جنرل ضیاء الحق نے معاشرے کو مذہبی اور نسلی بنیادوں پر تقسیم کرنے کے لئے نصابِ تعلیم کو استعمال کیا جس کے باعث صوبہ میں انتہاپسندی، عدم رواداری، عسکریت، فرقہ واریت بنیاد پرستی اور مذہبی جنونیت کو فروغ ملا۔ ہم ایسا نصاب چاہتے ہیں جس میں دیگر اقوام کے لئے محبت کا پیغام ہو۔

☆ 2012ء میں سینٹر فار ریسرچ اینڈ سیکیورٹی سٹڈیز (Center for Research & Security Studies) کی ایک تحقیقی کاوش ''Curricula of Hate'' (نفرت کا نصاب) کے عنوان سے آئی اس کے صفحہ نمبر 4 پر تحقیق کا خلاصہ یوں بیان کیا گیا۔

''پرائمری اور سیکنڈری سکول کے نصابِ تعلیم میں نفرت، تشدد اور انتہا پسندانہ مواد ٹھونسا گیا ہے۔ یوں پرائمری اور سیکنڈری سکول کا ماحول تعصب کے فروغ اور انتہا پسندی کو پروان چڑھانے کے لئے سازگار بن چکا ہے''۔

موجودہ نصابِ تعلیم کے اثرات

متذکرہ بالا محرکات کی وجہ سے بھارت کے خلاف نفرت اور جنگی جنون کی آبیاری کے لئے درسی کُتب کو ذریعہ بنانے کے لئے تاریخ کو مسخ کر کے پیش کیا گیا۔ پاکستانی معاشرے کو اِس کی قیمت مذہبی جنونیت، انتہاپسندی، تنگ نظری اور لاقانونیت کی صورت میں چکانا پڑ رہی ہے۔ نصابِ تعلیم کے باعث معاشرے کے رُکن افراد یا برادریوں کے درمیان تفریق، منافرت اور اخراج کا عمل شروع ہوا تو تعلیم عالمی امن کے لئے موزوں نہیں رہی۔ اگر بادی النظر میں شہریوں میں پائے جانے والے رجحانات اگر کسی ملک کے نصابِ تعلیم کے عکاس و ترجمان ہوتے ہیں تو مندرجہ ذیل عصری و معاشرتی رجحانات تعلیم و تدریس کا ہی حاصل معلوم ہوتے ہیں۔

☆ احتجاجی مظاہروں میں شریک افراد کا فوراً مشتعل ہو کر قومی املاک، بسوں، گاڑیوں اور دکانوں کو نذرِ آتش کرنا، امتحانات میں نقل کرنے سے منع کرنے پر اساتذہ کو تشدد کا نشانہ بنانا، وکلا کا پولیس و ججوں پر تشدد جیسے واقعات ہمارے قومی مزاج کا حصہ کیوں بن گئے ہیں؟

☆ قیامِ پاکستان کے وقت صوبہ خیبر پختونخواہ میں وادیِ تیرا، خیبر ایجنسی، مانسہرہ، ہنگو اور بٹگرام میں سکھ اور دیگر اقلیتی برادری کی بڑی تعداد رہائش پذیر تھی جس نے 1947ء میں پاکستان سے نقل مکانی نہیں کی تھی۔ البتہ گذشتہ دو دہائیوں میں اِن علاقہ جات میں اقلیتوں سے جزیہ لینے، اغوا برائے تاوان اور دیگر واقعات کے باعث اِن لوگوں کی بڑی تعداد نقل مکانی کر چکی ہے۔ مذہبی اقلیتوں کا انخلاء اور نقل مکانی پنجاب، سندھ، بلوچستان، آزاد کشمیر، گلگت بلتستان اور قبائلی علاقہ جات سبھی جگہ سے ہوئی۔

☆ گذشتہ تین دہائیوں میں جوان ہونے والی نسل نے سرکاری اسکولوں (اور مدرسوں سے) سے حاصل ہونے والی تعلیم میں سیکھا ہے کہ یہ ریاست صرف مسلمانوں کے لئے وجود میں آئی ہے۔ مشاہدہ میں آیا ہے کہ دہشت گردی (بم دھماکہ یا خودکش بم دھماکہ) کے واقعات کے بعد سرکاری اہل کار ایک رٹا رٹایا بیان دیتے ہیں کہ ''اِس کے پیچھے بیرونی ہاتھ ملوث ہے۔'' چنانچہ بعض تنظیموں کی طرف سے واقعات کی ذمہ داری قبول کرنے کے باوجود عوام اِس کا ذمہ دار ''بیرونی سازش'' کو ہی گردانتے ہیں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ موجودہ نصابِ تعلیم کے باعث عام شہری کو اِس بات پر قائل کیا ہے کہ غیر مسلم طاقتیں ہمارے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔

☆ رائج قومی نصابِ تعلیم کے باعث پاکستانی شہری بالعموم عدم برداشت، تشدد پسند اور انتہا پسندی کے رویّوں اور تہذیبی خود پسندی پر مائل بلکہ کاربند ہیں۔ دنیا کے بارے میں اُن کا خیال ہے کہ ساری دنیا عقیدہ کی بنیاد پر اُن سے عناد رکھتی ہے۔ حصول مقصد کے لئے تشدد کی راہ اختیار کرنا وہ اپنا حق سمجھتے ہیں جس کے باعث معاشرے کے کمزور طبقات بالخصوص خواتین کے خلاف تشدد اور جنسی زیادتی جیسے واقعات ایک معمول بن چکے ہیں۔ عورت فاؤنڈیشن (غیر سرکاری تنظیم) کے مطابق گذشتہ سالوں کی نسبت 2009ء میں خواتین پر تشدد کے واقعات میں 13% اضافہ ہوا۔ رپورٹ کے مطابق 2011ء کے آخری 6 ماہ میں خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات پہلے 6 ماہ کی نسبت 2% زیادہ رپورٹ کئے گئے اور سال 2014ء کے پہلے چھ ماہ میں سال 2013ء کی نسبت 23% اضافہ رپورٹ کیا گیا اور یہ اضافہ بڑھتا جا رہا ہے۔

☆ درسی کُتب میں مذہبی اقلیتوں اور دیگر اقوام کے خلاف نفرت انگیز مواد کے باعث شہریوں میں مذہبی جنونیت، خواتین، بچوں اور اقلیتوں کے خلاف پُرتشدد روّیوں کو تقویت ملی۔ اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والے کسی فرد یا پوری آبادی کو ظلم و تشدّد کا نشانہ بنانے کے واقعات میں اضافہ نصاب میں تبدیلی کے بعد ہوا۔ علاوہ ازیں پرتشدّد کارروائیوں میں مدارس اور سکولوں کے نوجوانوں کی بڑی تعداد کو استعمال کیا گیا۔ شانتی نگر، سانگلہ ہل، قصور اور گوجرہ وغیرہ میں اقلیتی برادری کے گھروں کو جلانے، لوٹنے، بے گناہ لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنانے، لوگوں کو زندہ جلانے، اُن کی عبادت گاہوں اور مقدس کُتب کو نذرِ آتش کرنے جیسے افسوس ناک واقعات پیش آئے یعنی نصابِ تعلیم مذہبی امتیازات اور سماجی تعصّبات کے ساتھ ساتھ تشدد کے لئے قبولیت کا سبب بنتا گیا۔

☆ 2009ء میں تعلیمی پالیسی پر نظرِ ثانی کے باوجود پاکستانی تعلیمی نصاب میں ایسا مواد موجود ہے جس کو پڑھنے کے بعد ہمارے بچوں کا دنیا کے بارے نقطۂ نظر ان خیالات پر مبنی ہوتا ہے ''ہندو غلیظ اور یہودی مکار ہوتے ہیں جبکہ مسیحی دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے صف آرا ہیں''۔ درسی کُتب میں تحریک پاکستان اور قیام پاکستان میں اقلیتوں کے کردار کا بیان شامل نہ ہونا ٹائپ کی غلطی نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ طلباء قیام پاکستان میں اقلیتوں کے کردار کے بارے نہیں جانتے کہ :

☆ قرارداد پاکستان کا مسوّدہ سر ظفر اللہ خان نے تیار کیا تھا جن کا تعلق احمدی برادری سے تھا اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے۔

☆ محمد علی جناح کی ہدایت پر پاکستان کا پہلا قومی ترانہ پنڈت جگن ناتھ آزاد نے لکھا تھا جن کا تعلق ہندو برادری سے تھا۔

☆ پنجاب اسمبلی کے سپیکر دیوان بہادر ایس پی سنگھا کا تعلق مسیحی برادری سے تھا جنہوں نے پنجاب اسمبلی میں پاکستان کی قرارداد کے حق میں اپنا فیصلہ کُن ووٹ کا اعلان کر کے قیامِ پاکستان میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ علاوہ ازیں تقسیم کے وقت مسیحی قیادت نے باؤنڈری کمیشن سے مطالبہ کیا تھا کہ مقامی مسیحیوں کو مسلمانوں کے ساتھ شمار کیا جائے۔

مندرجہ بالا تاریخی حقائق کے باوجود جب اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والا بچہ اپنی نصابی کتاب میں یہ پڑھتا ہے کہ مسلمانوں نے بے بہا قربانیاں دے کر یہ ملک ''مسلمانوں کے لئے'' بنایا تو اُسے لگتا ہے کہ وہ ریاست میں اجنبی ہے۔ اُسے محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کے قیام میں اقلیتی برادریوں کا کوئی کردار نہیں تھا۔ دیگر مذاہب کے بارے منافرانہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مسلمان طلباء اقلیتی برادری کے طلباء کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اقلیتی برادری کے بچوں کی نشوونما پر اِس کے منفی اثرات پڑتے ہیں۔ وہ سہمے سہمے، خوف زدہ، دیگر طلباء اور بالآخر معاشرہ میں سے الگ تھلگ رہتے ہیں جس کے باعث وہ اپنی صلاحیتوں کا کماحقہ

اظہار کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

اسلامیات لازمی اور اخلاقیات (متبادل) بطور مضمون

دستور پاکستان کے آرٹیکل 22 کے مطابق ریاست میں کسی بچے کو وہ تعلیم نہیں دی جائے گی جو اُس کا عقیدہ نہیں ہے۔ رائج تعلیمی پالیسی اور نصاب میں اس قانون کی خلاف ورزی متعدد بار اور طرح سخ ہو رہی ہے۔

1975ء تک ہمارے ہاں اسلامیات کا مضمون لازمی نہیں تھا۔ تاہم بعد ازاں اِسے لازمی قرار دے دیا گیا۔ غیر مسلم طلباء کی اکثریت اسلامیات بطور مضمون پڑھنے پر مجبور ہے۔ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر غیر مسلم طلباء کے لئے اسلامیات کے متبادل ''اخلاقیات'' کا مضمون غیر موثر اور غیر منطقی ہے۔

☆ غیر مسلم طلباء مذہبی تعصب سے بچنے کے لئے مجبوراً اسلامیات کے مضمون کا چناؤ کرتے ہیں۔

☆ اخلاقیات کی کُتب اسلامی نقطۂ نظر سے لکھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ لہٰذا اسلامیات کیوں نہ پڑھ لی جائے جس میں بالعموم نمبر زیادہ آتے ہیں

☆ اخلاقیات کے مضمون کے چناؤ پر اقلیتی طلباء کو تعصب کا سامنا کرنا پڑتا ہے علاوہ ازیں مارکیٹ میں اخلاقیات کی کُتب اور اسکولوں میں اساتذہ دستیاب نہیں ہوتے۔

☆ پالیسی ساز اداروں سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ اخلاقیات کی تعلیم یقیناً اقلیتی برادریوں کے بچوں کے مذہب کی تعلیم نہیں ہے۔ اگر اخلاقیات کا مضمون اقلیتی طلباء کے لیے مذہبی تعلیم کا متبادل ہو سکتا ہے تو اکثریت مذہب کے بچوں کے لیے کیوں نہیں۔

جنوبی ایشیا میں تعلیم اور مذہب

نیپال، بنگلہ دیش اور بھارت میں مذہبی تعلیم سرکاری نصاب میں لازمی مضمون نہیں ہے۔ صوبائی خودمختاری کے باعث بھارت کی کچھ ریاستوں میں مذہب کا اختیاری مضمون ہے اور کئی مذاہب میں سے طلباء کسی بھی ایک کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ بھوٹان میں چونکہ روایتاً تعلیم بدھ مذہب کا حصہ رہی اس لئے سرکاری نظامِ تعلیم میں بدھ مذہب کا اثر دیکھنے میں آتا ہے۔ لیکن دیگر مذاہب کے خلاف کوئی پروپیگنڈا یا نفرت انگیز مواد نہیں ہے۔

سری لنکا میں بھی مذاہب کی تعلیم کے حوالہ سے کشادگی کی پالیسی ہے۔ یہاں چار مذاہب، ہندومت، بدھ مت، اسلام اور مسیحیت میں سے طلباء کسی کا بھی انتخاب کر سکتے ہیں۔ لہٰذا افغانستان اور پاکستان ایسے ممالک ہیں جہاں پر اسلام کی تعلیم بھی لازم ہے اور دیگر کسی مذہب کو شاملِ نصاب بھی نہیں کیا گیا۔

اضافی نمبروں کی بحث

1992ء میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے ایک پالیسی بنائی جس کے تحت ہر حافظِ قرآن رسمی و پیشہ وارانہ تعلیمی اداروں میں داخلے کے لئے 10 سے 20 اور سرکاری ملازمتوں میں بھرتی کے وقت 5 سے 10 اضافی نمبروں کا مستحق ہے۔ یہ درست ہے کہ اس کا فائدہ ہر مسلمان امیدوار کو نہیں ہوتا لیکن غیر مسلم امیدواروں کے لئے تو یہ پالیسی صریحاً امتیازی ہے چونکہ وہ اس رعایت کا کبھی فائدہ اٹھانے کے اہل نہیں ہونگے۔ اور اگر ہوں تو کیوں؟

اکتوبر 2008ء میں ایک مسیحی رکن پنجاب اسمبلی نے ایک تحریکِ التواء کے ذریعے ایوان کی توجہ صوبہ پنجاب میں حافظِ قرآن کے لئے 20 اضافی نمبروں کے معاملے پر دلائی اور یہ مطالبہ کیا کہ غیر مسلم طلباء کے لئے بھی ایسی ہی متبادل پالیسی بنائی جائے تاکہ وہ بھی اپنے مذہبی علوم کے حوالہ سے اس رعایت کا فائدہ اٹھا سکیں۔ پنجاب اسمبلی کے سیکرٹریٹ اور وزارتِ تعلیم کے دفاتر سے چکّر کاٹ کر جب ایک خط آرچ بشپ لارنس جان سلڈانہ اور بشپ الیگزینڈر جان ملک کے پاس آیا تو انہوں نے بھی بروقت اور مثبت جواب دیتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا کہ مسیحی طلباء کے لئے استحکام کے ساکرامنٹ تک ہونے والی تیاری اور مسیحی تعلیم کو حافظِ قرآن کے مساوی قرار دیا جائے نیز کلیسیائیں اس ضمن میں ایک سرٹیفکیٹ جاری کر سکتی ہیں۔ دیگر اقلیتوں مثلاً ہندوؤں، سکھوں سے حکومتِ پنجاب نے پتا نہیں اس سلسلہ میں

رابطہ بھی کیا یا نہیں۔

2014ء تک اس درخواست پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ لہٰذا ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھنے والے ایک مسیحی نوجوان ہارون عارف کو نومبر 2011ء میں نمایاں نمبر حاصل کرنے کے باوجود ایم بی بی ایس میں داخلہ نہیں ملا تو اس نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اُس نے لاہور ہائی کورٹ میں بائبل سکول سے تین سال کا سرٹیفکیٹ پیش کر کے یہ درخواست کی کہ اسے بھی اضافی نمبروں کی رعایت دی جائے۔ مسیحی نوجوان کا میرٹ صرف تین نمبروں سے متاثر ہو رہا تھا جبکہ درجنوں امیدوار حفظِ قرآن کی بنیاد پر 20 اضافی نمبروں کے مستحق قرار دیئے گئے۔ لاہور ہائی کورٹ نے 3 جنوری 2012ء کو یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز اور وزارتِ صحت کو یہ ہدایت کی کہ ایک ماہ کے اندر سائل کو حق دینے سے متعلق فیصلہ کیا جائے۔ یونیورسٹی اور وزارت صحت کی جانب سے عدم جواب پر ہارون عارف کو ایک مرتبہ پھر عدالت سے رجوع کرنا پڑا۔ لیکن آئین میں مساوی حقوق کی ضمانت اور اِس واضح امتیاز کے باوجود ہارون عارف کو انصاف نہیں ملا۔ ہارون عارف اور اس جیسے کئی اقلیتی طلبہ میرٹ پر آنے کے باوجود اپنی پسندیدہ پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ 2011ء میں ایک ہندو طالب علم ساگر لدھانی کو ڈاؤ میڈیکل کالج کراچی نے ایم بی بی ایس کے انٹری ٹیسٹ میں بٹھانے سے انکار کر دیا گیا تھا کہ اس نے سکول میں اسلامیات کی تعلیم حاصل نہیں کی۔

نصاب اور بیرونی مداخلت

کچھ لوگ پاکستان کے نصاب میں مذہبی اور جنونی اثرات کو افغان 'جہاد' کے دوران امریکی یونیورسٹی نبراسکا میں تیار کیے گئے نصاب کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں جو درست نہیں۔ اس لیے کہ نبراسکا کا بنایا ہوا نصاب قابلِ مذمت مگر افغان بچوں اور کیمپوں کے سکولوں کے لیے تھا جبکہ پاکستان کے لیے محکمہ تعلیم یا نظامِ تعلیم اس کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ترقی یافتہ تھا۔ پھر ضیاء الحق کی تعلیمی پالیسی 1979ء میں آ چکی تھی جبکہ نبراسکا پروجیکٹ کہیں 1982ء میں آیا۔ یعنی کم از کم تین سال بعد۔ اور اس سے بھی بہت پیشتر 1972ء کی تعلیمی پالیسی میں وہ مواد موجود تھا جس سے ضیاء الحق صاحب نے نفرت کی آبیاری اور جمہوریت کی بیخ کنی کا کام لیا۔

تعلیمی نظام میں بیرونی مداخلت کا نعرۂ بلند کرنے والے اکثر و بیشتر افراد ایسے ہیں جنہوں نے تاریخ کا از خود اور غیر جانبدار مطالعہ نہیں کیا یا وہ لوگ جن کا اس نعرہ کے ساتھ کوئی مالی یا سیاسی مفاد وابستہ ہے۔ بنیادی سوال یہ ہے کہ اگر کوئی بیرونی مداخلت پاکستان کے تعلیمی نظام میں ہو رہی ہے تو اسے روکنا چاہیے لیکن اگر یہ ایسی مداخلت ہے جو تعلیم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرتی ہو جو سر سید احمد خان بھی چاہتے تھے اور وہ علم اور تعلیم کے مقاصد کے لئے اور پاکستان کے مفاد میں ہے تو اسے کیوں روکا جائے۔ کیا ایسی عدم مداخلت جہالت کے مفاد میں نہیں ہوگی؟

ہندوستان اور پاکستان: تاریخ اور قومی مفاد

معروف پاکستانی تاریخ دان ڈاکٹر مبارک علی اپنی تصنیف ''تاریخ اور نصابی کُتب'' میں لکھتے ہیں ''تقسیم سے پہلے ہندوستان کے مورخ جس قومی تاریخ کی تشکیل کر رہے تھے، اُس قوم میں ہندو اور مسلمان دونوں شریک تھے۔ اِس تاریخ میں اِس بات پر زور تھا کہ ہندو اور مسلمان دونوں نے مل کر ایک مشترکہ ثقافت پیدا کی ہے جس کے رشتے میں دونوں بندھے ہوئے ہیں۔ لیکن 1947ء کے بعد صورتِ حال بدل گئی۔ ہندوستان سیکولر اور جمہوری ملک جبکہ پاکستان ایک نظریاتی ملک قرار پایا۔ دونوں ملکوں کے متضاد نظریات نے تاریخ کو متاثر کیا۔'' ''ہندتوا'' یا ''نظریہ پاکستان'' کے تحت لکھی گئی کتابوں میں تاریخی واقعات کو مسخ کیا گیا بلکہ نفرت و تعصب کو ابھارا گیا۔

ہندوستان اور پاکستان کی تاریخ میں متعدد ناخوشگوار واقعات سامنے آئے۔ ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں پڑھائی جانے والی نصابی کتابوں میں تاریخ کو فرقہ وارانہ نقطۂ نظر سے پڑھایا جاتا رہا۔ اِس رجحان کو اُس وقت تقویت ملی جب ہندوستان میں بی جے پی کی حکومت قائم ہوئی۔ انہوں نے تعلیمی اداروں میں بلکہ تحقیقی اداروں میں بھی تاریخ کو اپنے نقطۂ نظر سے لکھوانا شروع کیا۔

اکتوبر 1999ء میں ممبئی سے شائع ہونے والے ایک رسالہ (Communalism Combat) کے شمارہ 52 میں گجرات اور مہاراشٹرا میں تاریخ کی نصابی

کُتب کا جائزہ لیتے ہوئے نشاندہی کی گئی کہ تاریخ کے اِس فرقہ وارانہ بیان کی وجہ سے ہندوستان کی نئی نسل کو تنگ نظر، انتہا پسند اور فرقہ پرست بنایا جا رہا ہے ۔ہندوستان میں اِس رجحان کے خلاف آواز اٹھانے والے دیگر افراد میں مشہور مورخ بشمبھرناتھ پانڈے (انتقال 1998ء) بھی شامل تھے جنہوں نے تاریخ کی صداقتوں کی کھوج لگانے کی مسلسل کوشش جاری رکھی مثلاً الہ آباد میں اینگلو ۔بنگالی کالج میں پڑھائی جانے والی کتاب میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ ''تین ہزار برہمنوں نے اُس وقت خودکشی کر لی جب ٹیپو سلطان نے انہیں زبردستی مسلمان بنانا چاہا''۔ اِس حوالہ کو پڑھ کر ڈاکٹر پانڈے کے ذہن میں سوال آیا کہ ''کیا یہ سچ ہے؟''۔ ڈاکٹر پانڈے نے مسلسل تحقیق کے بعد اِس دعویٰ کو جھوٹ ثابت کر دیا۔ علاوہ ازیں پانڈے نے اِس تحقیق کے دوران مختلف اداروں اور افراد سے ہونے والی خط و کتابت اور تحقیق کلکتہ یونیورسٹی بھجوا دی۔ یونیورسٹی نے فوراً نوٹس نکالا کہ اِس کتاب کو نصاب سے نکال دیا جائے۔ تاہم 1972ء میں ڈاکٹر پانڈے کو حیرت ہوئی کہ خودکشی والی کہانی اتر پردیش کے سکولوں میں تاریخ کی کتابوں میں پڑھائی جا رہی تھی۔ تاریخ کا جھوٹ وقت کے ساتھ ایک تاریخی حقیقت اختیار کر چکا تھا۔ (حوالہ: تاریخ اور نصابی کُتب ،مصنف ڈاکٹر مبارک علی صفحہ 28،20)

پاکستان کی نصابی کُتب میں ہندو مسلم تعلقات کو تاریخی، سماجی اور ثقافتی حوالوں سے تجزیہ کرنے کی بجائے تعصب اور فرقہ وارانہ نظر سے دیکھا گیا ہے۔ قیامِ پاکستان کی بڑی بڑی مذہبی جماعتوں اور علماء نے مخالفت کی تھی۔ تاہم ہماری نصابی کُتب میں علماء کے فعال کردار بیان کئے گئے ہیں۔ ہمارے ہاں نصابی کتابوں کے مطابق ہندوؤں میں کوئی خوبی نہیں۔

ڈاکٹر مبارک علی اپنی کتاب ''تاریخ اور نصابی کُتب'' کے صفحہ نمبر 42 پر یوں رقم طراز ہیں :

> ''موجودہ صورت حال میں ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں میں تاریخ کو مذہبی و سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی غرض سے اِسے مسخ کیا جا رہا ہے۔ اگر دونوں ملکوں کی نصاب کی کتابوں کا تجزیہ کیا جائے تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ دونوں تاریخ کو مسخ کر کے ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ مثلاً اگر ہندوستان میں یہ ثابت کیا جائے کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ملک ہے اور دوسرے مذہب کے ماننے والے غیر ملکی ہیں، اس وجہ سے اِس سرزمین پر اُن کا حق نہیں، تو یہ دلیل دو قومی نظریہ کو ثابت کرے گی اور مسلمانوں کی علیحدگی اور ملک کی تقسیم کا جواز پیدا کرے گی۔ اِس نقطۂ نظر کے تحت مسلمان حکمران اور اُن کا دورِ حکومت غاصبانہ ہوگا اور انہوں نے ہندوستان کی تہذیب میں جو حصہ ڈالا اُس کی نفی ہو جائے گی۔ اِسی طرح جب پاکستان کی نصاب کی کتابوں میں حملہ آوروں کو اسلام کا محافظ اور حامی ثابت کیا جائے گا اور اُن کی استعمار اور سیاسی جنگوں کو جہاد کہا جائے گا تو اِس کے نتیجہ میں اسلام کا جو تصور ابھرے گا وہ قتال و جنگ کا ہوگا۔ مسلمانوں کے بارے یہی تصور ابھرے گا کہ یہ جہادی، جنگجو اور خون ریزی کے دلدادہ تھے۔ جب اِن فتوحات پر فخر کا اظہار کیا جائے گا، تو اِس کے نتیجہ میں ہندوؤں میں احساسِ شکست کو مٹانے کے لئے اِن ہیروز کی ضرورت ہوگی جنہوں نے مسلمان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ شیواجی اور رانا پرتاب مقبول ہیرو بن کر ابھرے۔ تاریخ کے ذریعے اگر صرف ''فرق'' کو قائم کیا جائے اور ایک دوسرے کے اختلافات کو بیان کیا جائے تو یہ فرق نفرت اور دشمنی پیدا کرتا ہے اور اس کا نتیجہ فرقہ وارانہ فسادات اور جنگوں کی صورت میں نکلتا ہے''۔

یہ درست ہے کہ ہندوستان اور پاکستان میں انتہا پسندی ایک دوسرے کے ردِعمل میں ہوتی ہے۔ لیکن انتہا پسندی اور نارواداری کے ضمن میں جن چیلنجز کا سامنا پاکستان کو ہے بھارت کو نہیں ہے۔ 21 ویں صدی میں دوطرفہ تعلقات اور دفاع وغیرہ کے تقاضے بھی بدل چکے ہیں۔ نصاب اور درسی کتابوں کی اصلاح ہر ملک کی ضرورت ہوگی لیکن پاکستان میں یہ ضرورت زندگی موت کا مسئلہ بن چکی ہے۔ ہم اپنے نصابِ تعلیم پر نظرِ ثانی اور اصلاحات کو ہندوستان میں تعلیمی اصلاحات کے ساتھ مشروط نہیں کر سکتے۔ پاکستان میں اپنی آنے والی نسلوں کی بقا اور خوشحالی اور داخلی امن کے لئے یہ قدم اٹھانا ہوگا۔

تعلیمی اصلاحات اور تضادات کی غلام گردش

27 مارچ 2013ء جب پنجاب اور ملک میں عبوری حکومتوں کے قیام میں چند دن باقی تھے مؤقر اخبارات اور ٹی وی چینل جنگ گروپ جو ''ذرا سوچیے'' کے عنوان سے تعلیمی اصلاحات کے لیے انتہائی قابلِ تحسین مہم چلا رہا تھا اسی سے تعلق رکھنے والے سینئر صحافی نے ایک مضمون لکھا جسے ایک خبر کے طور پر پہلے صفحات پر شائع کیا گیا کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی منظور شدہ آٹھویں جماعت کے لئے اُردو کی کتاب سے مذہبی اسباق اور علامہ اقبال کے کلام کو خارج کر دیا گیا ہے۔ مضمون میں بارود ایسا بھرا جس میں ایک سیاسی دھماکے اور سکینڈل کا انتظام موجود تھا۔

اگلی صبح پنجاب کے وزیر اعلیٰ محمد شہباز شریف نے معاملے کو بھانپتے ہوئے یہ اعلان کر دیا کہ مذکورہ کتاب میں تبدیلیاں واپس لی جائیں گی۔ اس معاملہ کی تحقیقات کر کے ذمہ دار افراد کو سزا دی جائے گی۔ نصاب کی تشکیل کے ذمہ داروں سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ تبدیلیاں تو 2006ء کے نصاب کی ہدایات کے مطابق ہیں اور درسی مواد کی صرف مختلف جماعتوں کے لیے جگہ تبدیل کی گئی ہے کوئی بنیادی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ قصہ کوتاہ: وہی کتاب زیرِ استعمال ہے۔ طلباء استعمال کرتے ہیں اساتذہ پڑھاتے ہیں۔ کوئی ہنگامہ نہیں ہوا نہ کسی کے ایمان میں فرق آیا۔

ان واقعات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ایک سیاسی اقدام کے ذریعے اس احتجاج کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جو ایک غلط فہمی پر مبنی خبر کے نتیجے میں ہونا تھا۔ لیکن بنیادی سوال یہ ہے کہ پاکستان میں تعلیمی پالیسی کون بنائے گا؟ سیاستدان یا صحافی، یا پھر سڑکوں پر آنے والے لوگ؟ کیا تعلیمی پالیسی شعبۂ تعلیم کے ماہرین بھی بنا پائیں گے؟ اور پھر کیا اس عمل میں محض تخمینہ سرکار چلے گا یا دانش کا کوئی معیار؟

تعلیمی پالیسی اور نظام تعلیم میں بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں

ملکی اور بین الاقوامی قانون	امتیازی سلوک
آئینِ پاکستان کا آرٹیکل 20 تمام شہریوں کو مذہبی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔ یو ڈی ایچ آر کے آرٹیکل 26 (2 اور 3) تعلیم کے مقاصد بیان کرتا ہے۔ آرٹیکل 29 (CRC) افہام و تفہیم، امن، رواداری، برابری اور انسان دوستی جیسے جذبات میں بچوں کی شخصی ترقی کی ضمانت (بچوں کے حقوق کا بین الاقوامی میثاق) آرٹیکل 1 عقیدے اور مذہب کی بنیاد پر ہر قسم کے امتیازات کے خاتمے کا اقوامِ متحدہ کا اعلامیہ 1981ء (عقیدہ اور مذہبی آزادی کی ضمانت بشمول اظہار اور عمل)	ماسوائے اسلام کے کسی اور عقیدہ کی تعلیم اسکے نقطہ نظر کے مطابق تعلیمی پالیسی کا حصہ نہیں نیز دوسرے مذاہب کا تذکرہ توہین آمیز اور متعصب انداز میں کیا جاتا ہے (ماہرینِ تعلیم، دانشوروں اور سول سوسائٹی نے متعدد بار اُن اسباق کی نشاندہی کی ہے جن میں مذہبی تعصب، نفرت اور نامکمل تاریخی حقائق شامل ہیں۔ اِن اعتراضات کو یکسر نظر انداز کیا گیا۔ چنانچہ نفرت اور مذہبی امتیاز پر مبنی مواد آج بھی درسی کتابوں کا حصہ ہے)۔
آئینِ پاکستان کا آرٹیکل 25 ''تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں'' آرٹیکل 2 عقیدے اور مذہب کی بنیاد پر ہر قسم کے امتیازات کے خاتمے کا اقوامِ متحدہ کا اعلامیہ 1981ء۔ کسی فرد یا ریاستی ادارے کی طرف سے مذہب اور عقیدے کی بنیاد پر امتیازات کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔	1992ء سے حافظِ قرآن پبلک سروس کمیشن، ملازموں اور پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں میں داخلے کے وقت 10 سے 20 اضافی نمبروں کے اہل ہیں ایسی رعایت یا پالیسی اقلیتی مذاہب کے طلباء کے لئے موجود نہیں۔
آئینِ پاکستان کا آرٹیکل 22 تعلیمی اور دینی اداروں کا تحفظ و نگرانی (کسی بھی فرد کو تعلیمی ادارے میں ایسی مذہبی تعلیم، ہدایات یا کسی بھی مذہبی تقریب میں شرکت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جو اُس کے اپنے مذہب کی بجائے کسی دوسرے مذہب سے متعلق ہو)۔ آرٹیکل 4 اور 5 قومیتی، نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے حقوق کا اعلامیہ 1992ء۔ (اقلیتوں کی مذہبی آزادی اور انسانی حقوق کی مساوی حیثیت بنانے کے لئے ریاستی پالیسیوں کو سدھارنا اور مناسب اقدامات کو یقینی بنانا)۔ آرٹیکل 4 اور 5 عقیدے اور مذہب کی بنیاد پر قسم کے امتیازات کے خاتمے کا اقوام متحدہ کا اعلامیہ 1981ء۔ (تمام شعبہ ہائے زندگی میں مذہبی آزادی کی ضمانت نیز ریاستیں مذہبی عقائد کی بنیاد پر امتیاز و تعصب کے خاتمے کے لئے مناسب اقدامات کریں گے)۔ آرٹیکل 14 بچوں کے حقوق کا عالمی معاہدہ 1989ء (ریاستی رُکن کے طور پر بچوں کی مذہبی آزادی)۔	سکول، کالج اور یونیورسٹی میں مسلم طالب علموں کو اسلامیات لازمی مضمون کے طور پر پڑھائی جاتی ہے اور اس کے متبادل کے طور پر غیر مسلم طلبا کے لئے اخلاقیات کا مضمون۔ (غیر مسلم طلباء مذہبی امتیاز اور اخلاقیات کے مضمون میں تکنیکی مشکلات کی بنا پر مجبوراً اسلامیات کا انتخاب کرتے ہیں)۔ 2009ء سے ناظرہ کے مضمون کا اضافہ کیا گیا ہے۔ غیر مسلم طلباء کے لئے اسکے لئے بھی کوئی قابلِ عمل موزوں متبادل نہیں دیا گیا۔
آئینِ پاکستان کا آرٹیکل 22 اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ کسی بھی تعلیمی ادارے میں بچہ اپنے مذہب کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کی تعلیم حاصل کرنے کا پابند نہیں ہوگا۔ آرٹیکل 13 (1 اور 3) معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کا بین الاقوامی میثاق (ہر فرد کو مذہبی آزادی ہوگی اور مذہبی تعلیم والدین کی مرضی اور اعتقاد کے ساتھ دی جائے گی)۔ (ICESCR)	اسلامیات کے علاوہ دیگر مضامین مثلاً معاشرتی علوم اور لسانیات میں بھی 10 سے 40 فیصد تک مذہبی مواد شامل ہے جو اقلیتی مذہب سے تعلق رکھنے والے طلباء کو بھی پڑھنا پڑتا ہے۔

درسی مواد کا جائزہ

ہر سال شائع ہونے والے درسی کتابوں کے تجزیہ میں اس سال 16-2015ء کے مطالعے میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پچھلے سالوں کی طرح اس سال کوئی بڑی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اگر کسی قسم کا کوئی فرق دیکھا گیا تو وہ یہ کہ پچھلے سالوں میں چاروں صوبائی حکومتوں میں سے دو صوبائی حکومتوں نے جو مواد نصاب کا حصہّ بنانے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے کچھ مواد شامل کیا گیا ہے۔ البتہ نفرت انگیز مواد بتدریج ویسا ہی ہے۔ مجموعی طور پر اس سال تحقیقاتی ٹیم کی رائے کچھ یوں ہے کہ :

16-2015ء کی درسی کتابوں میں کسی بھی درسی کتاب میں سے نفرت انگیز مواد تلف نہیں کیا گیا البتہ قومی ایکشن پلان کے بعد درسی کتابوں کو کافی حد تک اس ضمن میں استعمال میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ ملک سے عدم برداشت، تشدد پسندی اور انتہا پسندی کے رویوں کا خاتمہ کیا جائے گا۔ جس کے لیے پنجاب میں کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ نے مختصر کہانیوں پر مبنی کچھ کتابچوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جس میں مختلف مذاہب کے طلباء کے درمیان رواداری پر مبنی مکالمے بھی شامل ہیں۔ البتہ کہا گیا کہ نئے تعلیمی سال میں ان کتابچوں کو نصاب کا حصہّ بنایا جائے گا۔ پاکستانی مذہبی اقلیتوں کے تہواروں کے بارے میں بتایا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مذہبی اقلیتوں کے چند ہیروز کو بھی نصاب کا حصہّ بنایا گیا ہے جس میں ایک بحث مزید ہے کہ آیا ان کرداروں کو مخصوص اسباق میں کیوں اور پاکستانی شہیدوں، غازیوں اور ہیروز کے طور پر پڑھانے میں کیا قباحت ہے؟ جبکہ نفرت انگیز مواد تقریباً اُسی حد تک موجود ہے جیسا پچھلے سال تھا۔

صوبہ سندھ کے تعلیمی نصاب میں بھی کچھ ایسی ہی صورتحال ہے اور اگر کچھ تبدیلی ہے تو وہ یہ کہ قائداعظم محمد علی جناح کی 11 اگست 1947ء ک تاریخی تقریر کا ایک مختصر حوالہ دیا گیا ہے جبکہ حکومت کا وعدہ اُس تقریر کو مکمل طور پر شامل کرنے کا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ کہ مختلف شخصیات مثلاً ملالہ یوسف زئی محترمہ بے نظیر بھٹو شہید اور ذوالفقار علی بھٹو پر اسباق شامل کیے گئے اور کافی حد تک عسکری رجحان کو کم کیا گیا ہے۔ جبکہ نفرت انگیز مواد کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

تعلیمی اصلاحات اور خصوصاً نصابی تبدیلیوں کے لحاظ سے صوبہ خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کی صورتحال پچھلے سالوں کی نسبت مزید خراب ہو رہی ہے۔ پختونخواہ میں سیاسی اتحاد کی مجبوری شاید کہ تعلیم کے فروغ کو آڑے ہاتھوں لیا جا رہا ہے۔ جماعت اسلامی کی جانب سے اتحاد ختم کرنے کی دھمکیاں نصابی اصلاحات کے کام کو پیچھے دھکیل رہی ہیں۔ جبکہ مواد کیبارے اگر تحقیقاتی ٹیم کی رائے پوچھی جائے تو پنجاب اور سندھ سے کہیں زیادہ ایسا مواد موجود ہے جس سے تشدد، عسکریت اور انتہا پسندی کو فروغ دیتا ہے۔ جبکہ سکھ برادری کو نصاب میں سب سے زیادہ نشانہ بنایا گیا ہے جس میں مذہبی اور تاریخی اعتبار سے جانبداری نظر آتی ہے۔ بلوچستان رقبے کے اعتبار سے سب سے بڑا اور آبادی کے اعتبار سے سب سے چھوٹا صوبہ ہے مگر المیہ یہ کہ نصاب پر کام کرنے کے لیے کوئی مناسب اقدامات نہیں ہیں۔ محض بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کے نام سے کتابوں کی اشاعت تو ہوتی ہے مگر مواد تقریباً پنجاب اور سندھ کا ہی استعمال ہو رہا ہے۔ مجموعی طور پر تمام صوبوں کی درسی کتابوں میں مماثلت کے بارے میں پوچھا جائے تو کچھ یوں ہے کہ ہم اپنے ملک کی تاریخ میں گزرنے والے تمام آمروں کی شان میں قلابے ملاتے ہیں۔ تشدد پسندی کو فروغ دے رہے ہیں اور پاکستان کو ایک واحد مذہب کا ملک ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ حال سرکاری طور پر استعمال ہونے والے نصاب کا ہے اور نجی اور دوئم درجے کے اسکولوں کا تو حال مت پوچھیے۔ تمام کتابیں یکسر سرکاری نصاب سے مختلف اور جانبداری سے لکھنے والے مضمون نویس کا بیانیہ ہزاروں اور لاکھوں طلباء پڑھنے پر مجبور ہیں۔

سرکاری نصاب میں مذہبی منافرت

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ
لاہور سے منظور شدہ کتب (2015-16)

سرکاری نصاب میں مذہبی منافرت

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور سے منظور شدہ کتب (2015-16)

جماعت: چہارم مضمون: اُردو ناشر: نیو کالج پبلیکیشنز، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
اچھا شہری	25	1	ہم جتنے اچھے مسلمان بنیں گے اتنے اچھے شہری ثابت ہوں گے۔

جماعت: پنجم مضمون: اسلامیات ناشر: ویسٹ پاکستان، ٹیکسٹ، بکڈپو، اردو بازار، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
رواداری	61	19-20	برصغیر پر مسلمانوں نے قریباً ایک ہزار سال بڑی شان وشوکت سے حکومت کی، لیکن کسی بھی ہندو کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا۔ اگر وہ ایسا کرنا چاہتے، تو برصغیر میں ہندوؤں کا نام ونشان تک نہ ملتا لیکن مسلمانوں نے کمال رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہندوؤں کو بڑے بڑے عہدے عطا کیے۔

جماعت: پنجم مضمون: معاشرتی علوم ناشر: گوہر پبلیشرز، 11۔اردو بازار، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
ثقافت	100	5-8	مذہبی ادارے ثقافت کے تسلسل کے لئے بچوں کی قومی خطوط پر تربیت کی جاتی ہے اور مذہبی ثقافتی اقدار ان کے ذہن نشین کروائی جاتی ہیں۔ مذہب قومی یکجہتی پیدا کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر آبادی ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتی ہو تو اس میں نہ صرف ایک قومیت کا احساس بڑھتا ہے بلکہ قومی اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ پاکستانی قوم میں اکثریتی لوگوں کا دین اسلام ہے۔ اس لحاظ سے پاکستانی قوم متحد ہے اور ان میں قومی یکجہتی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

جماعت: ششم مضمون: اسلامیات ناشر: اردو بک سٹال، اردو بازار، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
حج اور اس کی اہمیت	25	6-8	جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو اس کے لیے کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

جماعت: ششم مضمون: تاریخ ناشر: کتابستان پبلشنگ کمپنی 38۔ اردو بازار، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
جنوبی ایشیا میں مسلمان (ii)	54	6-8	سلطنتِ دہلی کی زیادہ تر آبادی ہندوؤں پر مشتمل تھی جو مسلمانوں کو اجنبی تصور کرتے تھے۔ مسلمان حکمرانوں کی حکومت سے انہیں کوئی خاص ہمدردی اور دلچسپی نہ تھی۔ اس لیے وہ ہر وقت مسلمانوں سے آزاد ہونے کی فکر میں رہتے تھے۔ ہندو جاگیردار مالیہ ادا کرنے میں مختلف حیلوں بہانوں سے کام لیتے تھے۔ بعض اوقات وہ بغاوت پر بھی اتر آتے تھے۔

جماعت ہفتم — مضمون: تاریخ — ناشر: الفیصل ناشران کتب، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
مغلیہ سلطنت کے معاشرتی اور ثقافتی حالات	57	7	حضرت مجدّد الف ثانیؒ نے اکبر کی بے دینی اور الحاد کاڈٹ کر مقابلہ کیا
ایضاً	57	15-17	اکبر کی ہندو نواز پالیسی سے ہندوؤں کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے تھے کہ اُنھوں نے مسجدیں اور مقبرے مسمار کر کے ان کی جگہ مندر تعمیر کرنے شروع کر دیئے تھے۔ جن علاقوں میں ہندوؤں کی اکثریت تھی، وہاں اُنھوں نے مسلمانوں کو بہت تنگ کر رکھا تھا۔
ایضاً	59	13-15	مسلمانوں کا معاشرہ اُصول مساوات (یعنی سب لوگ برابر ہیں) اور بھائی چارے پر مشتمل تھا۔ یہ اُصول ہندو معاشرے کے لیے نئے تھے، کیونکہ ہندو معاشرہ ذات پات کا قائل تھا اور شودر سب سے ادنیٰ ذات تھی، اسلام کے عادلانہ اور منصفانہ نظام نے ہندو معاشرے کو بہت متاثر کیا۔

جماعت: ہشتم — مضمون: اسلامیات — ناشر: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
حج اور اس کی عالمگیریت	13	4-5	جس شخص کو کسی بیماری یا واقعی ضرورت یا ظالم حکمران نے روک نہ رکھا ہو اور اس کے باوجود وہ حج نہ کرے، تو چاہے وہ یہودی مرے چاہے نصرانی۔
کاروبار میں دیانت	59	6	غیر مسلموں کی کاروبار میں دیانت ان کی محض ایک پالیسی ہے جبکہ ہمارے لیے دیانت ایمان کا مسئلہ ہے۔
جہاد	65	3	جو شخص اسلام کے لیے، اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہوا جان دے دے اسے شہید کہتے ہیں۔
ایضاً	65	20	اگرچہ ایک طالب علم کی حیثیت سے ہم جہاد میں عملاً شامل نہیں ہو سکتے لیکن جہاد کی تیاری کے سلسلے میں مالی امداد مہیا کر سکتے ہیں۔
ہدایت کے سرچشمے	55	9-12	اس بھیڑ بھاڑ اور ہنگامے میں کسی کو کچھ پتہ نہ لگ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ رومی گورنر کے سپاہیوں کو اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس ہنگامے میں کچھ ایسی صورت حال بنی کہ لوگوں نے کسی شخص کو حضرت عیسیٰ سمجھ لیا اور اس کو پکڑ کر سولی پر لٹکا دیا۔ اسی دوران میں حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے آسمان پر اٹھا لیا۔

جماعت: نہم دہم — مضمون: اسلامیات (لازمی) — ناشر: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
حقوق العباد، انسانی رشتوں اور تعلقات	80	7-10	انھیں (عورتوں کو) کوئی معیوب کام نہیں کرنا چاہئے، اگر وہ ایسا کریں تو خدا نے تمہیں یہ اختیار دیا ہے کہ تم ان کی سرزنش کرو، ان سے بستر میں علیحدگی اختیار کرو اور (اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں) انہیں ایسی مار مارو کہ نمودار نہ ہو۔ عورتوں کے معاملے میں فراخدلی سے کام لو کیونکہ درحقیقت وہ ایک طرح سے تمہاری پابند ہیں۔

جماعت: نہم　　　مضمون: مطالعہ پاکستان　　　ناشر: جی۔ ایف۔ ایچ پبلیشرز، اردو بازار، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
پاکستان کی نظریاتی اساس	3	11-14	پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے جس کی بنیاد ایک فلسفہ حیات پر استوار کی گئی۔ یہ فلسفہ دینِ حیات ہے۔ پاکستان کی تمام تر اساس دینِ اسلام ہے اور اس کا اس سرزمین پر نفاذ صدیوں تک رہا ہے۔
ایضاً	3	15-18	انگریزوں کا راج قائم ہوا تو اسلام اور مسلمانوں کی آزاد حیثیت کو نقصان پہنچا۔ غیر مسلموں کے اقتدار میں مسلمان مجبور اور محکوم رہے۔ جب انگریز کا راج ختم ہونے لگا تو صاف نظر آ رہا تھا کہ برصغیر پر ہندو اکثریت کی حکومت قائم ہو جائے گی اور مسلمان انگریزوں کی عارضی غلامی سے نجات پا کر ہندوؤں کی دائمی غلامی کا شکار ہو جائیں گے۔
ایضاً	4	7-8	برصغیر کے مسلمانوں نے ایک علیحدہ ریاست اس لیے حاصل کی تا کہ اللہ تعالیٰ کے حتمی اور قطعی اقتدارِ اعلیٰ کے تصور کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔
ایضاً	10	1-2	مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی حقوق کو سلب کر لیا جائے۔
ایضاً	ایضاً	16-19	ہندو اور مسلمان دو علیحدہ مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں جو بالکل مختلف عقائد پر قائم ہیں اور مختلف نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ دونوں اقوام کے ہیروز، رزمیہ کہانیاں اور واقعات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لہٰذا دونوں قوموں کو ایک لڑی میں پرونے کا مقصد برصغیر کی تباہی ہے کیونکہ یہ برابری کی سطح پر نہیں بلکہ اقلیت اور اکثریت کے روپ میں موجود ہیں۔
ایضاً	14	3-4	مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے ناقابلِ حل مسائل پیدا کیے ہیں اور یہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔
پاکستان کا قیام	20	15-18	ہندومت مسلسل اسلام کو دیگر نظاموں کی طرح اپنے اندر جذب کرنے کے درپے تھا۔ اگر متحدہ برصغیر آزاد ہوتا تو جدید جمہوری نظام جو اکثریت کی حکومت کا نام ہے اور حقیقت ہندو اقتدار کی ایک دائمی شکل ہوتی۔ ہندوؤں کے غلبے سے چھٹکارا ضروری تھا اور یہ تقسیم برصغیر کی صورت ہی میں ممکن تھا۔
ایضاً	21	1-6	مسلمانوں کو معاشرے میں کمتر درجہ دیا جاتا تھا۔ ذات پات، رنگ ونسل اور چھوت چھات کے ہندو معاشرے میں مسلمان باوقار زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے۔ ہندو، مسلمانوں کو مساوی، معاشرتی درجہ دینے کو کبھی بھی تیار نہ تھے۔ انیسویں صدی کے دوسرے نصف اور بیسویں صدی میں مسلمانوں کی زبان، ثقافت اور تہذیب کو ختم کرنے کی ہندو کی کوششیں جاری رہیں۔ صاف دکھائی دیتا تھا کہ اگر ہندوستان ایک ملک کے طور پر آزاد ہوتا تو مسلمانوں کی ثقافت، تہذیب اور زبان ہمیشہ خطرات کا شکار رہتی۔
ایضاً	ایضاً	17-19	مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں کیونکہ ان کے رسم و رواج، روایات، تہذیب وثقافت اور سب سے بڑھ کر ان کا مذہب جدا ہے۔ اگر برصغیر متحدہ صورت میں آزاد ہوتا ہے تو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت نہیں ہو سکے گی۔
ایضاً	22	9-11	ہندو قائدین نے قرارداد کے خلاف اظہارِ رائے کرنا شروع کر دیا۔ قرارداد کا مذاق اڑایا گیا۔ گاندھی اور ہندوؤں نے بلخصوص قرارداد کی مخالفت کرتے ہوئے اسے قطعاً مسترد کر دیا لیکن ہندو پریس نے طنزاً اسے ''قراردادِ پاکستان'' لکھنا شروع کر دیا۔
ایضاً	37	10	ہندو دوبارہ ظلم وزیادتیاں کریں گے۔
تاریخ پاکستان-I	101	4	اقتدار مسلمانوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔
ایضاً	106	1	آئین کی رُو سے پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔ صدر لازمی طور پر مسلمان ہوگا۔

سبق	صفحہ	سطر	متن
ایضاً	114	4-6	پاکستان کا قیام ہندوؤں کی مرضی کے خلاف عمل میں آیا تھا اس لیے انہوں نے پاکستان کو کبھی دل سے قبول نہ کیا۔ پاکستان کی حیران کن ترقی اور استحکام ان کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا چنانچہ انہوں نے پاکستان کو تباہ کرنے کے لیے جارحانہ اقدامات شروع کر دیے۔
ایضاً	117	11	پاکستان کو امریکہ اور یورپ والوں کے دوغلے پن سے آگاہی حاصل ہوئی۔
ایضاً	125	2-4, 5	خانہ جنگی اپنے عروج پر پہنچ گئی اور ہندوستان مکمل طور پر عوامی لیگ کی حمایت کر رہا تھا اور اپنے غنڈوں کو مشرقی پاکستان بھیج رہا تھا جو مکتی باہنی کے کارکنوں سے مل کر پاکستانی فوجیوں اور عام شہریوں کو قتل کروا رہے تھے۔

جماعت: دہم　　مضمون: مطالعہ پاکستان　　ناشر: جی۔ایف۔ایچ پبلیشرز، اردو بازار، لاہور / گوہر پبلشرز لاہور (2015-16)

سبق	صفحہ	سطر	متن
تاریخِ پاکستان-II	12	10-11	پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں میں بی-اے تک اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کی تعلیم لازمی قرار دے دی گئی۔ یہ قدم تعلیمی نظام کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اٹھایا گیا۔
ایضاً	ایضاً	12-13	سکولوں، کالجوں اور سرکاری دفاتر میں ظہر کی نماز کا اہتمام کیا گیا۔ لوگوں کو نماز کی طرف راغب کرنے کے لیے صلوٰۃ (نماز) کمیٹیاں بنائی گئیں۔
ایضاً	28	14-16	پرویز مشرف نے اپنے وطنِ عزیز میں بھی روشن خیالی متعارف کروانے کی کوشش کی، مگر پاکستان کے علمائے کرام نے اسے ناکام کر دیا۔ پرویز مشرف نے روشن خیالی کے تحت تعلیمی نصاب کو تبدیل کر کے روشن خیال بنانے کی کوشش کی۔

تاریخی حقائق کی یک طرفہ شرح

مضمون: تاریخ　　جماعت: ہفتم　　ناشر: الفیصل غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
مغلیہ سلطنت اور انگریزوں کا عروج	108	14-15	ان دنوں پنجاب اور سرحد (خیبر پختونخوا) پر سکھوں کی حکومت تھی۔ سکھوں نے مسلمانوں کے ناک میں دم کر رکھا تھا۔ سید احمد شہید نے سکھوں کے خلاف جہاد کرنے کا فیصلہ کیا۔
ایضاً	113	8-9	اس سے ہندوؤں کو کم نقصان ہوا لیکن مسلمانوں کا پورا نظام تباہی سے دوچار ہوا، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اس کا شدید ردِ عمل پیدا ہوا۔

جماعت: ہفتم　　مضمون: اردو　　ناشر: اردو بک سٹال، اردو بازار، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
یومِ دفاعِ پاکستان	106-107	11 اور 1-4	ہمارے پڑوسی ملک بھارت نے رات کی تاریکی میں ہم پر ہلّا بول دیا تھا۔ اصول یہ ہے کہ کسی ملک پر حملہ کرنے سے پہلے اعلانِ جنگ کیا جائے، مگر بھارت نے ہم پر چھپ کر مکاری سے وار کیا تھا۔ اس نے جنگی اصولوں کی خلاف ورزی کی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ پاکستانی سو رہے ہیں، ایسے میں اس کے لیے اپنے ناپاک ارادوں کو عملی جامہ پہنانا آسان ہوگا۔

جماعت: نہم　　مضمون: مطالعہ پاکستان　　ناشر: جی۔ایف۔ایچ پبلیشرز اردو بازار، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
تاریخ پاکستان (حصہ اول)	126	5-8	بدقسمتی سے بنگالی مسلمان ہمیشہ تعلیمی میدان میں ہندو سے کمتر رہا اس لیے سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کی اکثریت ہندوؤں پر مشتمل تھی جنھوں نے نئی نسل کے ذہنوں کو بنگالی قومیت سے آلودہ کر دیا۔ اسے نظریۂ پاکستان کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا جس نے مغربی پاکستان سے علیٰحدگی حاصل کرنے کی راہ ہموار کی۔
ایضاً	127	9-12	مجیب الرحمٰن کا چھ نکاتی فارمولا مشرقی پاکستان کی علیٰحدگی کے لیے زہرِ قاتل ثابت ہوا۔ مجیب الرحمٰن نے معاشی بدحالی سے پسے ہوئے عوام سے کہا کہ جب تک مغربی پاکستان کی غلامی ختم نہیں ہو جاتی تم خوشحال نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنی خود ساختہ صوبائی خودمختاری کے ڈرامے میں کامیاب ہو گیا۔

جماعت: ہشتم　　مضمون: اُردو　　ناشر: ایلیٹ پبلیکیشنز، الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
لانس نائیک لال حسین شہید	55	1	ہمارا پیارا وطن پاکستان لاکھوں مسلمانوں کی قربانیوں کے بعد وجود میں آیا۔

جماعت: دہم مضمون: اُردو ناشر: علمی کتاب خانہ، کبیر سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
نظریہ پاکستان	23	15-19	اس زمانے میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لیے شُدھی کی تحریک شروع کیا وران کو ختم کرنے سنگھٹن کی تحریک بھی شروع کی، پھر 1928ء میں کانگریس نے جو نہرو رپورٹ شائع کی، اس میں مسلمانوں کے لیے علیحدٔ ہ نمائندگی کا اُصول، جو بارہ سال پہلے تسلیم کر چکی تھی، بالکل نظر انداز کر دیا۔ پھر تو مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہوا اور انھیں یقین ہو گیا کہ چونکہ ان کا دین، ان کی تہذیب اور ان کی معاشرت سب کچھ غیر مسلموں سے مختلف ہے، اس لیے کسی حالت میں ہندوؤں سے تعاون نہیں کیا جا سکتا۔
ایضاً	25	4	پاکستان قائم کرنے کا فیصلہ ہندوؤں کو بُہت ناگوار گزرا۔ انھوں نے پوری کوشش کی کہ یہ مملکت قائم نہ ہو پائے۔

عسکریت کی حوصلہ افزائی

جماعت: ششم　　مضمون: تاریخ　　ناشر: کتابستان پبلیشرز کمپنی، 38۔ اردو بازار، لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
جنوبی ایشیا میں مسلمان (i)	27	10-11	حجاج بن یوسف جواب سن کر غصے میں آگیا اور اس نے اپنے نوجوان داماد اور بھتیجے محمد بن قاسم کو ایک لشکر دے کر سندھ بھیجا تا کہ راجا داہر کو سزا دی جا سکے۔
ایضاً	ایضاً	13-16	حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو لکھا ''راجا داہر کو دریائے مہران (سندھ) مت عبور کرنے دینا، دشمن کا مقابلہ کھلے میدان میں کرنا، لشکر کی ترتیب کا خیال رکھنا اور سندھ کے سرداروں کی حمایت حاصل کرنا''۔
ایضاً	ایضاً	19-21	مسلمانوں نے جب ''منجنیق'' چلائی تو ایک پتھر جھنڈے پر جا لگا۔ جھنڈا نیچے گر گیا اور ہندوؤں کے حوصلے پست ہو گئے۔۔۔۔ مسلمان بڑی بہادری سے لڑے اور قلعے پر قبضہ کر کے شہر فتح کر لیا۔
ایضاً	28	6-11	جب سندھ کی فتح کے بعد محمد بن قاسم ملتان پہنچا تو اس نے اسلامی لشکر کا مقابلہ کیا لیکن میدانِ جنگ سے بھاگ کر جان بچائی۔ ملتان سے محمد بن قاسم کو بے شمار مال و دولت ملی جس کا کافی حصہ سپاہیوں میں تقسیم کر دیا اور باقی حصہ حجاج بن یوسف کو عراق بھیج دیا۔ اس فتح سے حجاج بن یوسف بہت خوش ہوا۔
ایضاً	29	1-4	اس نے 33 سال جنگی مہمات میں گزارے۔ اس نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے اور ہمیشہ کامیاب رہا۔ جب محمود غزنوی کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے سومنات پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا۔ اس مندر میں بے شمار دولت موجود تھی۔ دیوتاؤں کی مورتیوں پر ہیرے جواہرات اور سونے چاندی کے زیورات جڑے تھے۔
ایضاً	ایضاً	6-7	سلطان نے جواب دیا ''میں بت شکن ہوں بت فروش نہیں۔''
ایضاً	30	12-13	شدید لڑائی کے بعد ترائن کی اس جنگ نے تاریخ کا رخ بدل دیا اور ہندوستان میں مسلم حکومت کی بنیاد رکھ دی گئی۔
جنوبی ایشیا میں مسلمان (ii)	40	14-15	منگولوں نے ہندوستان پر زبردست حملہ کیا۔ دونوں فوجوں میں زبردست جنگ ہوئی جس میں منگولوں کو شکست ہوئی۔ بہت سے منگولوں نے اسلام بھی قبول کر لیا۔
ایضاً	42	3-4	ملک کافور نے نومبر 1310ء کو دوارسمدرا کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے راجا ویر بلال نے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور سلطان کی اطاعت قبول کر لی۔ راجا نے کافی رقم، جواہرات، سونا اور 36 ہاتھی ملک کافور کو پیش کیے۔
ایضاً	ایضاً	14-15	سلطان پہلا مسلمان حکمران تھا جس نے جنوبی ہندوستان کی طرف فوجی مہمات روانہ کیں۔
ایضاً	45	1-2	دکن میں وارنگل کے راجا نے اپنی قوت بڑھانے کے بعد دہلی کی حکومت کو خراج دینا بند کر دیا۔ چنانچہ سلطان نے 1321ء میں راجا کو سزا دینے کے لیے اپنے لڑکے جونا خاں کو بھیجا۔
ایضاً	ایضاً	16-17	تیمور کے حملے کے بعد دہلی کا شہر ویران ہو گیا۔ ہندوستان کی صنعتی ترقی رک گئی۔ سلطنتِ دہلی پر ایک کاری ضرب لگی اور تغلق خاندان کا رہا سہا وقار ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔
ایضاً	52	6-8	سلطان ابراہیم نے اس بغاوت کو دبا دیا۔ وہ اپنے وزراء اور امراء پر بھی اعتماد نہیں کرتا تھا اور مشورہ کیے بغیر ایسی حرکتیں کرتا جو بادشاہوں کے لیے مناسب نہیں تھیں۔

جماعت: ہفتم　　مضمون: اردو　　ناشر: اردو بک سٹال، اردو بازار لاہور

سبق	صفحہ	سطر	متن
یومِ دفاعِ پاکستان	107	7-9	بھارت کے پاس ہم سے کہیں زیادہ فوج تھی۔ اسلحہ بارود، لڑاکا طیاروں اور دیگر جنگی ساز و سامان کے لحاظ سے بھی اسے ہم پر واضح برتری حاصل تھی۔ اس نے اپنے ساز و سامان اور عددی برتری کے گھمنڈ میں آ کر ہم پر جنگ مسلط کی تھی۔ ہمیں اپنے جذبۂ جہاد اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر بھروسا تھا۔ (لیکن یہ سب کچھ تو 1971 اور 1998 میں بھی تھا نیز آپریشن جبرالٹر کے عواقب کا ذکر نہیں کیا گیا۔)

سرکاری نصاب میں مذہبی منافرت

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ سے
منظور شدہ کتب (2015 - 2016)

سرکاری نصاب میں مذہبی منافرت

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ سے منظور شدہ کتب (2016 - 2015)

جماعت: نہم و دہم　　مضمون: اُردو لازمی　　ناشر: اُردو اکیڈمی سندھ کراچی

سبق	صفحہ	سطر	متن
نظریہ پاکستان	39	17-22	مرہٹوں اور ہندوؤں کے کئی گروپ نے سر اٹھایا۔ انگریزوں نے اپنے قدم جمائے اور ملک میں انتشار پھیل گیا۔ لیکن ایسے گئے گزرے حالات میں بھی قوم کو فروغ دینے اور اسلام کو سربلند کرنے کے لیے میسور کے سلطان حیدر علی اور اس کے بیٹے سلطان ٹیپو نے ہندوؤں اور انگریزوں کا مقابلہ کیا۔

جماعت: ہشتم　　مضمون: اُردو　　ناشر انصاف ایجوکیشنل ٹریڈرز، کراچی

سبق	صفحہ	سطر	متن
مولانا شبلی نعمانی	46	7-9	ایک اور کتاب ''اورنگزیب عالمگیرؒ پر ایک نظر'' میں صحیح تاریخی کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ تنگ نظر ہندوؤں اور عیار انگریزوں نے اورنگزیب پر ہندوؤں سے تعصب برتنے کے جو الزامات لگائے ہیں وہ سراسر غلط ہیں۔

جماعت: ہشتم　　مضمون: اُردو　　ناشر انصاف ایجوکیشنل ٹریڈرز، کراچی

سبق	صفحہ	سطر	متن
موتمر عالم اسلامی	87	16-18	اس کانفرنس کے فیصلے کے تحت موتمر کا ایک ہفت روزہ ''دی مسلم ورلڈ'' شائع ہونا شروع ہوا۔ جس میں عالم اسلام کے حالات، مسلم امہ کو درپیش مسائل اور باسلامی موضوعات پر مبنیٰ مضامین کے علاوہ غیر مسلمانوں کے اسلام دشمن پروپیگنڈے کا توڑ ہوتا ہے۔

جماعت: ہفتم　　مضمون: اُردو　　ناشر: شیخ شوکت علی اینڈ سنز۔ کراچی

سبق	صفحہ	سطر	متن
تہِ آب غازی	52	15-17	ان کے بحری جہاز، کشتیاں، دفاتر، ریلوے اسٹیشن، گاڑیاں، اسلحہ، حتیٰ کہ وہ مندر بھی تباہ ہوگیا جو چند صدیاں پہلے محمود غزنوی نے ملتان سے آ کر تباہ و برباد کیا تھا۔ یہ مندر آزادی کے بعد ہندوؤں نے پھر سے تعمیر کر لیے تھے اور اب ایک بار پھر وہ اسلام کے مجاہدوں کی زد پر تھا۔

جماعت: ہشتم — مضمون: معاشرتی علوم — ناشر: رائل کارپوریشن کراچی

سبق	صفحہ	سطر	متن
نظریۂ پاکستان	97	13-15	ہندوؤں کا نظریہ یہ تھا کہ برصغیر میں صرف ہندو قوم بستی ہے۔ دوسری اقوام کو بھی اس قوم کا حصہ بن جانا چاہیے یا پھر ہندوستان سے نکل جانا چاہیے۔ مسلمانوں کے خلاف مختلف انتہا پسند ہندو تنظیمیں آریہ سماج وغیرہ انیسویں صدی سے سرگرم تھیں۔
ایضاً	97	19-21	ماضی میں شدھی اور سنگھٹن کی تحریکیں غیر ہندو اقوام کو واپس ہندو مذہب میں لانے کے لئے قائم کی گئیں۔ اس کے ردعمل میں مسلمانوں نے پاکستان کے حصول کیلئے منظم تحریک چلائی۔
ایضاً	99	2-4	عیسائی پادریوں کا اثر و رسوخ بہت بڑھ گیا تھا وہ اپنی حکومت کی مدد سے کھلے عام اپنے مذہب کا پرچار کررہے تھے۔ وہ شہروں اور دیہات میں جا کر آزادی سے جلسے کرتے، عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کرتے اور دوسرے مذہبوں کو برا کہتے۔
ایضاً	100	12	انگریز اور سکھ سپاہیوں نے عورتوں کی بے حرمتی کی اور معصوم بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جماعت: ششم — مضمون: معاشرتی علوم — ناشر: اُردو اکیڈمی سندھ کراچی

سبق	صفحہ	سطر	متن
قبل از اسلام جنوبی ایشیاء کا معاشرہ	66	9-13	ہندوؤں نے جب یہ دیکھا کہ اقتدار ان کے ہاتھ سے جارہا ہے اور لوگ ہندو مذہب چھوڑ کر بدھ مذہب اختیار کررہے ہیں تو انہوں نے اپنے مذہب میں ایسی چیزیں شامل کرنا شروع کردیں جو بدھ مذہب نے بتائی تھیں۔ گوتم بدھ کے مرنے کے بعد بدھ مذہب میں کچھ خرابیاں پیدا ہوگئیں جس سے بدھ مذہب کمزور ہوگیا، لیکن دو ہزار برس گزر جانے کے بعد بھی دنیا کے بہت سے ملکوں میں بدھ مذہب کے پیروکار موجود ہیں۔ پاکستان میں بھی بدھ مذہب کے کچھ پیروکار ہیں جنھیں اپنے مذہبی عقیدوں کے مطابق زندگی گزارنے کی پوری آزادی ہے۔

جماعت: ہفتم — مضمون: معاشرتی علوم — ناشر: السّتار سنز، اُردو بازار کراچی

سبق	صفحہ	سطر	متن
مسلم دنیا اور نُو آبادیاتی نظام	18	2-4	بنگلہ دیش پہلے مشرقی پاکستان کے نام سے پاکستان کا ایک حصہ اور صوبہ تھا۔ وہاں کی عوام نے پاکستان کے حصول کیلئے بڑی قربانیاں دی لیکن اسلام دشمن ممالک کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے یہ صوبہ پاکستان سے الگ ہوکر 16 دسمبر 1971ء کو بنگلہ دیش بن گیا۔

جماعت: ہفتم　　مضمون: معاشرتی علوم　　ناشر: الستار سنز، اُردو بازار کراچی

سبق	صفحہ	سطر	متن
جدوجہد پاکستان (1937ء تا 1947ء)	46	7-9	اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ مہد سے لحد تک (گہوارے سے قبر تک) ہر مسلمان کے ہر عمل کی رہنمائی کرتا ہے اور باضابطہ بناتا ہے۔ اس لیے غیروں کے تسلط میں یا غیر مذہب کے ایسے افراد کے ساتھ رہتے ہوئے جو مسلمانوں سے مخالفانہ اور دشمنی کا رویہ رکھتے ہوں تعلیماتِ اسلامی کے مطابق زندگی گزارنا مشکل ہے۔

جماعت: نہم، دہم　　مضمون: مطالعہ پاکستان　　ناشر: گابا سنز، اُردو منزل اُردو بازار کراچی

سبق	صفحہ	سطر	متن
تشکیل پاکستان	15	17-18	اور اس نتیجے پر پہنچنے کے غیر مسلموں کے اثرات کی بدولت اسلامی روح وجذبہ اور اقدار تباہ ہو رہی ہیں۔
ایضاً	17	12-14	سکھوں کے خلاف پہلی جنگ 21 دسمبر 1826ء کو اکوڑہ کے قریب لڑی گئی، جس میں سکھوں کو شکست ہوگئی۔ سکھوں کے خلاف دوسری جنگ حضرو کے مقام پر لڑی گئی۔ اس میں بھی مسلمان فتحیاب رہے۔ ان فتوحات سے پٹھانوں کی ایک بڑی تعداد متاثر ہوئی اور وہ بھی تحریکِ جہاد میں شامل ہوگئے۔
ایضاً	21	14-16	دوقومی نظریے سے مراد یہ ہے کہ متحدہ ہندوستان (جنوبی ایشیاء) میں دو بڑی قومیں رہتی ہیں۔ یہ قومیں ہندو اور مسلم ہیں۔ یہ دونوں قومیں سینکڑوں سال تک ایک دوسرے کے ساتھ رہی ہیں۔ لیکن اپنے مخصوص اور منفرد مذہبی اور معاشرتی نظاموں کی وجہ سے باہم ایکدوسرے میں ضم نہیں ہوسکیں۔
ایضاً	21	18-19	لیکن سرسید کو اس وقت سخت مایوسی ہوئی جب ہندوؤں نے اُردو کے مقابلے میں ہندی زبان کے فروغ کیلئے مہم چلائی۔
ایضاً	25	17-18	کانگریس اور اس کے ہندو رہنما برصغیر میں ایسا آئین نافذ کروانا چاہتے تھے جس میں ہندو اپنی عددی اکثریت کی بناء پر اس کے حاکم بن جائیں اور مسلمانوں کو اپنا دست نگر بنالیں۔

جماعت: نہم، دہم　　مضمون: مطالعہ پاکستان　　ناشر: گاباسنز، اُردو منزل اُردو بازار کراچی

سبق	صفحہ	سطر	متن
تشکیل پاکستان	26	1-2	کانگریس اور ہندو مسلمانوں کے علیحدہ وجود کو ختم کر کے انہیں سیاسی اور معاشرتی حقوق سے محروم کردیں۔
ایضاً	26	18-21	ہندوؤں نے اس سلسلہ میں مسلمانوں کے مذہب پر پابندی لگانے کی کوششیں کیں، مسجدوں کے باہر شوروغل کرنا شروع کردیا۔ مسلمانوں پر ملازمتوں کے دروازے بند کرائے، اسکولوں میں اُردو کی جگہ ہندی رائج کرنے کی کوشش کی گئی۔ گاندھی کی مورتی کی پوجا کرنے پر زور دیا گیا۔ مسلمان بچوں کے ماتھوں پر تلک لگانے کو کہا جانے لگا۔ بندے ماترم کا ترانہ گانے کیلئے مجبور کیا گیا جس میں مسلمانوں کے خلاف ابھارا گیا۔
آئینی جمہوریہ پاکستان میں آئینی ارتقاء	45	10-12	بھارت نے کبھی بھی برصغیر کی تقسیم اور قیامِ پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا تھا۔ اس نے ان غلط فہمیوں کا فائدہ اٹھانا شروع کردیا اور مشرقی پاکستان کے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے اُس نے مغربی پاکستان کے خلاف من گھڑت اور جھوٹا پروپیگنڈہ شروع کردیا۔
ایضاً	46	13-14	آل انڈیا ریڈیو نے اپنے پروگراموں کے ذریعے بنگالیوں کے دلوں میں مغربی پاکستان کے عوام کے خلاف نفرت پیدا کردی۔
ایضاً	46	16-18	مشرقی پاکستان کے تعلیمی اداروں میں ہندو اساتذہ کی ایک کثیر تعداد پڑھا رہی تھی۔ اُنہوں نے ایسا ادب اور لٹریچر تیار کیا جس کی بدولت بنگالیوں کے ذہنوں میں مغربی پاکستان کے عوام کے خلاف منفی جذبات اور خیالات پروان چڑھے۔

جماعت: ہفتم　　مضمون: اسلامیات　　ناشر: اُردو اکیڈمی سندھ کراچی

سبق	صفحہ	سطر	متن
مساوات	38	13-16	دنیا کے اکثر مذاہب اور دنیا کی بڑھتی قومیں مساوات کا دعویٰ تو بہت کرتی ہیں۔ لیکن اس پر عمل نہیں کرتیں۔ ہندوؤں میں ذات پات کی تمیز سے سب واقف ہیں۔ جو شخص کسی شودر کے گھر پیدا ہوگیا، وہ اچھوت ہے اور وہ ہمیشہ کیلئے نیچ اور گھٹیا سمجھا جاتا ہے۔ زمانے کی اتنی ترقی کے باوجود انسانیت کو مساوات حاصل نہیں۔

سرکاری نصاب میں نفرت انگیز مواد اور تاریخی حقائق کی یکطرفہ شرح

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ سے

منظور شدہ کتب (2016 - 2015)

سرکاری نصاب میں نفرت انگیز مواداور تاریخی حقائق کی یکطرفہ شرح

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ سے منظور شدہ کتب (2016 - 2015)

جماعت: ہفتم　　مضمون: اُردو　　ناشر: نیو کالج پبلی کیشنز کوئٹہ

سبق	صفحہ	سطر	متن
یومِ آزادی	21	13-17	انگریزوں کو اس بات کا احساس تھا کہ یہ ملک انہوں نے مسلمانوں سے چھینا ہے۔ دوسرا وہ مسلمانوں کی شاندار تاریخ سے بھی واقف تھے۔ اس لیے انہیں ڈر تھا کہ ہندوستان کی حکمرانی کے اصل وارث یعنی مسلمان کسی بھی وقت اُن کے لیے خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔
ایضاً	26	7-8	اُنہیں بتائیں کہ ہمارے دشمن ہمارے درمیان پھوٹ ڈال کر ہمیں کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں باور کرائیں کہ جو قومیں دشمن کی سازشوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتیں اور سود وزیاں کا خیال نہیں رکھتیں اُن کا انجام بہت بُرا ہوتا ہے۔
پاکستان کے صوبے چار	34	14-15	صوبہ سندھ کو "بابُ الاسلام" یعنی اسلام کا دروازہ بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ سندھ جنوبی ایشیاء کا وہ مقام ہے جہاں اسلام سب سے پہلے پہنچا۔

جماعت: سوئم　　مضمون: اُردو　　ناشر: فیض بکس، کوئٹہ

سبق	صفحہ	سطر	متن
پاکستان کے ہمسائے	29	1-4	بھارت پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہمارے تعلقات زیادہ خوش نہیں ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بھارت نے پاکستان کے وجود کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ اس کے ساتھ اب تک پاکستان کی کئی جنگیں ہو چکی ہیں۔ پاکستان کی ہر ممکن کوشش کے باوجود اب تک بھارت سے اچھے تعلقات قائم نہیں ہو سکے۔ لیکن اب تعلقات میں بہتری آ رہی ہے۔

جماعت: سوئم　　مضمون اُردو　　ناشر: فیصل بکس، کوئٹہ:

سبق	صفحہ	سطر	متن
سنہری پرندہ	86	14	’’یعنی مسلمان بھی تمام قوموں سے برتر ہیں۔‘‘
ایضاً	88	13-14	ج: مسلمان تمام قوموں سے ہیں۔ امیر O غریب O صحت مند O برتر O

جماعت: ششم　　مضمون: اُردو　　ناشر: نیو کالج پبلی کیشنز کوئٹہ

سبق	صفحہ	سطر	متن
میجر راجہ عزیز بھٹی شہید	76	5-7	1965ء کی ایک اندھیری رات میں دشمن نے بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ارضِ پاک پر اپنے ناپاک ارادوں سے حملہ کر دیا لیکن جو ملک اللہ اور اس کے رسول کے نام پر حاصل کیا گیا ہو اس کو رہتی دُنیا تک کوئی نہیں مٹا سکتا۔ یہ بات ہمارا دشمن سمجھنے سے قاصر تھا جب بھارت نے لاہور پر حملہ کیا۔

جماعت: دہم　　مضمون: اُردو (لازمی)　　ناشر: نیو کالج پبلی کیشنز مسجد روڈ کوئٹہ

سبق	صفحہ	سطر	متن
مولوی عبدالحق	11	12-17	گاندھی جی ہندی ساتھیا سملین کے بھرے میں آئے ہوئے تھے، بولے۔ ’’اردو مسلمانوں کی زبان ہے قرآن کے حروف میں لکھی جاتی ہے مسلمانوں چاہیں تو اسے پڑھائیں اور زندہ رکھیں۔‘‘ ہندوستان کے سب سے بڑے لیڈر کی زبان سے جب ہٹ دھرمی کی یہ باتیں مولوی صاحب نے سنیں تو مولوی صاحب کو بھی حرارہ آ گیا۔ گاندھی جی کو خوب آڑھے ہاتھوں لینے کے بعد بتایا کہ اُردو نہ تو مسلمانوں کی زبان ہے اور نہ قرآن کے حروف میں لکھی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی زبانیں تو عربی اور فارسی میں ہیں۔ قرآن خط نسخ میں لکھا جاتا ہے، اُردو نستعلیق میں۔ مگر گاندھی جی ڈھٹائی سے اپنی بات پر اڑے رہے اور ہندی اتھوا ہندوستانی کی رٹ لگاتے رہے۔

جماعت: ہفتم   مضمون: معاشرتی علوم   ناشر: محمدی پبلیکیشنز

سبق	صفحہ	سطر	متن
اسلامی معاشرہ	18	16-19	گیارہویں صدی کے آخر میں مسلمانوں اور یورپ کے عیسائیوں کے درمیان لڑائیوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا جو تیرہویں صدی تک کے وسط تک جاری رہا۔ان لڑائیوں کو صلیبی جنگیں کہا جاتا ہے کیونکہ یہ مذہبی لڑائیاں تھیں اور صلیب عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے۔یہ 1095 میں شروع ہوئی اور 1270ء میں ختم ہوئیں۔کل 9 لڑائیاں لڑی گئیں۔
ایضاً	19	4-9	یورپ کے عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں نے اپنے لوگوں کو مسلمانوں کیخلاف بھڑکایا اور ان کے سب سے بڑے مذہبی پیشواء نے جس کو پاپائے روم کہتے ہیں، مسلمانوں کے خلاف مذہبی جنگ کا اعلان کر دیا۔عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں نے ان کو بتایا کہ جو لوگ شام اور یروشلم میں عیسایوں کے مقدس مقامات کو مسلمانوں سے آزاد کرانے میں حصہ لیں گے ان کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی بڑی تعداد میں اکٹھا ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اور لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔
ایضاً	20	4-5	مذہبی جنون نے یورپ کی مختلف قوموں کو متحد کر دیا۔عیسائی پیشواؤں نے مسلمانوں کے مذہب اور آداب واخلاق کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کیا جس سے دونوں قوموں میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں۔

جماعت: ہشتم   مضمون: معاشرتی علوم   ناشر: روبی پبلی شرز کوئٹہ

سبق	صفحہ	سطر	متن
نظریہ پاکستان	103	2-3	متحدہ ہندوستان میں ہندو اکثریت کی وجہ سے مسلمانوں کا دین اور ان کا قومی وجود مسلسل خطرے میں تھا۔اس لحاظ سے پاکستان کا وجود ناگزیر تھا۔
ایضاً	103	6-8	حقیقت میں نظریہ پاکستان کوئی نئی چیز نہیں ہے، بات صرف یہ ہے کہ اس تاریخی حقیقت کو مخصوص حالات کے تحت ایک نئی اور واضح صورت میں پیش کیا گیا۔سر سید احمد خان نے ہندوؤں کے متعصّبانہ رویہ کے باعث سب سے پہلے دو قومی نظریہ پیش کیا۔

جماعت: ہشتم　　مضمون: معاشرتی علوم　　ناشر: روبی پبلی شرز کوئٹہ

سبق	صفحہ	سطر	متن
نظریہ پاکستان	105	14-19	عیسائی پادریوں کا رسوخ بہت بڑھ گیا تھا۔ وہ اپنی حکومت کی مدد سے کھلے عام اپنے مذہب کا پرچار کر رہے تھے۔ وہ شہروں اور دیہات میں جا کر آزادی سے جلسے کرتے، عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کرتے اور دوسرے مذہبوں کو برا کہتے۔ ان دنوں لوگوں کو اپنے مذہب سے بہت لگاؤ تھا۔ کوئی شخص اپنے مذہب کی بے حرمتی برداشت نہ کر سکتا تھا لیکن حکومت کے افسر پادریوں کا حوصلہ بڑھاتے اور ان کے جلسوں میں شریک ہوتے۔ اس سے لوگ انگریزی حکومت کو عیسائی حکومت سمجھنے لگے اور اس کو جڑ سے اکھاڑنے کے درپے ہو گئے۔
ایضاً	111	12-14	1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلمان خاص طور پر انگریزوں کے مظالم کا نشانہ بنے اور پھر ہندوؤں نے انگریزوں سے ساز باز کر لی۔ اس طرح مسلمان سیاست، تعلیم و تجارت اور ہر شعبہ زندگی میں ہندوؤں سے پیچھے رہ گئے۔
ایضاً	108	6-9	جنگ آزادی میں حصہ لینے والوں کو عام معافی دینے کا وعدہ بھی ہوا۔ لیکن انگریزوں اور ہندوؤں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے ان اعلانات اور وعدوں پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ مسلمانوں کے ساتھ بے انصافیوں، زیادتیوں اور ان کی حق تلفیوں کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔
ایضاً	109	8-9	مایوسی اور بددلی کے اس دور میں مسلمانوں نے ہندوؤں کی سیاسی تحریکوں کا ساتھ دیا۔ مقصد یہ تھا کہ کسی طرح انگریز کی غلامی سے نجات ملے، لیکن حسب عادت ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ ہر جگہ دھوکہ کیا۔

جماعت: دہم　　مضمون: مطالعہ پاکستان　　ناشر: نیو پبلی کیشنز مسجد روڈ کوئٹہ

سبق	صفحہ	سطر	متن
پاکستان کی نظریاتی بنیاد	7	10-13	متحدہ ہندوستان میں ایسے مذہبی تہواروں کے دوران اکثر ہندو مسلم فسادات ہو جاتے تھے کیونکہ اس وقت ہر گروہ کے جذبات اپنے انتہاء پر ہوتے تھے۔ بالخصوص عیدالضحیٰ میں مسلمانوں کو اس وقت ہندوؤں کے غیض وغضب کا نشانہ بننا پڑتا جب وہ گائے ذبح کرتے۔ آپکو معلوم ہوگا کہ ہندو گائے کو "گاؤ ماتا (یعنی ماں) کہتے ہیں اور اس کو ذبح کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں۔
ایضاً	9	13-14	"اسلام اور ہندو دھرم محض دو الگ مذاہب نہیں بلکہ درحقیقت دو مختلف معاشرتی نظام ہیں۔ چنانچہ اس خواہش کو خواب وخیال ہی کہنا چاہیے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت کی تخلیق کرسکیں گے۔"
ایضاً	10	17-19	قائداعظم محمد علی جناحؒ ان شخصیات میں سے ایک ہیں جنہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کی زندگی میں انقلاب برپا کیا۔ آپ انگریزوں اور ہندوؤں کی شاطرانہ چالوں سے نبرد آزما رہتے ہوئے آخرکار الگ وطن کے حصول میں کامیاب ہوئے۔
قیامِ پاکستان	13	12-17	تاہم بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں مسلمانوں نے پرامن بقائے باہمی کے جذبے سے "میثاقِ لکھنؤ" کی صورت میں کانگریس سے سیاسی اتحاد کرلیا جو دراصل صرف ہندو مفادات کی نگہبان تھی۔ لیکن ہندو قیادت نے شدھی اور سنگھٹن جیسی تحریکیں شروع کیں جن میں مسلمانوں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ ہندومت اختیار کرلیں یا ہندوستان چھوڑ دیں۔ ایسی حرکتوں سے تنگ آکر مسلمانوں نے اپنے لیے الگ وطن کا مطالبہ کردیا۔ اگرچہ 1937ء کے انتخابات کے دوران مسلم لیگ کا پیغام ہندوستان کے کونے کونے میں پہنچ چکا تھا لیکن اس دوران کانگریسی وزارتوں کے تعصبانہ سلوک نے بھی مسلمانوں کو اس حقیقت پر متفق کردیا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی صحیح ترجمان ہے۔

سرکاری نصاب میں نفرت انگیز مواد

خیبر پختونخواہ ٹیکسٹ بک بورڈ سے
منظور شدہ کتب (2015 - 2016)

سرکاری نصاب میں نفرت انگیز مواد

خیبر پختونخواہ ٹیکسٹ بک بورڈ سے منظور شدہ کتب (2016 - 2015)

جماعت: پنجم مضمون: معاشرتی علوم ناشر: لیڈنگ بکس پبلشر

سبق	صفحہ	سطر	متن
اہم تاریخی واقعات	53	5-17	انگریزوں نے اقتدار مسلمانوں ہی سے حاصل کیا تھا۔ مسلمانوں ہی کو اصلی دشمن سمجھا گیا اور اُن سے اعلیٰ عہدے چھینے گئے۔ مسلمانوں کیلئے ترقی کے راستے بند کر دیئے گئے۔ اکثر زمینداروں کو اپنی زمینوں سے محروم کر دیا گیا۔ لوگ ٹیکسوں اور بیروزگاری سے تنگ آ چکے تھے، ہندو بیواؤں کی دوبارہ شادی کا نظام رائج کیا گیا۔ عیساعیت کی کھلم کھلا اشاعت شروع کی گئی۔ انگریزوں نے مغربی نظام تعلیم رائج کرنا شروع کیا جو ہندو پاک کے عوام کیلئے باعث تشویش تھا۔ دیسی سپاہیوں کی تنخواہیں اور دیگر مراعات انگریز سپاہیوں کے مقابلے میں بہت کم تھیں۔ مقامی سپاہیوں کو سمندر پار جانے پر مجبور کیا گیا جو ان کے مذہبی اقدار کی خلاف ورزی تھی۔ سپاہیوں کو گالیاں دینا اور معمولی معمولی بات پر انہیں بے عزت کرنا معمول بن گیا تھا۔ فوج میں یہ افواہ پھیل گئی کہ کارتوسوں پر سور اور گائے کی چربی لگی ہوئی ہے۔ ہندوؤں کیلئے مقدس تھی اور سُور مسلمانوں کیلئے حرام۔ اس لیے دیسی فوجیوں نے جنگ میں ایسے کارتوسوں کے استعمال سے انکار کیا۔ اس خلاف ورزی کی بنیاد پر ان فوجیوں کو سخت سزائیں دی گئیں۔ انگریزوں کی ان حرکات کی وجہ سے فوج میں بغاوت ہوئی جس کی بنیاد پر جنگ آزادی کی ابتداء ہوئی۔

جماعت: چہارم　　مضمون: معاشرتی علوم　　ناشر: خیبر پختونخواہ ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور

سبق	صفحہ	سطر	متن
صوبہ خیبر پختونخواہ کے اہم تاریخی واقعات	36	9-15	سید احمدؒ شہید ہندوستان کے شہر رائے بریلی میں 1786ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مسلمانوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہوئے سکھوں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ آپ نے چمکنی اور چارسدی میں قیام کے بعد نوشہرہ، اکوڑہ خٹک، حضرو، شیدو اور ہنڈ (صوابی) میں سکھوں کا مقابلہ کیا۔ آپ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے لیے سوات اور بونیر تشریف لے گئے۔ وقت کے حکمرانوں کو خطوط لکھے۔ سید صاحب نے اُتمانزئی، ہنڈ اور زیدہ کے مقامات پر سکھ اور مقامی حکمرانوں کو شکست دی اور وادی پشاور کے ان علاقوں میں شرعی نظام نافذ کیا۔ جو کچھ عرصہ چلا لیکن جلد ہی مقامی آبادی سے اختلافات کے باعث آپ ہزارہ تشریف لے گئے اور 6 مئی 1831ء کو بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔
ایضاً	37	2-5	پنجاب میں طاقتور سکھ حکمران رنجیت سنگھ کی حکومت تھی۔ 1819ء میں سکھوں نے ہزارہ پر قبضہ کیا۔ 1824ء تک سکھوں نے ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں، کوہاٹ اور پشاور کے علاقوں کو کسی حد تک زیر کیا جبکہ 1836ء تک یہ علاقے عملی طور پر سکھوں کے قبضے میں آ گئے۔ سکھوں نے یہاں کے لوگوں پر انتہائی سختی کی۔ بعدازاں 1849ء میں انگریزوں نے سکھوں کو شکست دے کر اپنی حکومت قائم کر لی۔
ایضاً	37	16-18	1914ء میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی۔ 1918ء میں ختم ہوئی۔ انگریزوں نے مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جنگ کے خاتمے کے بعد ترکی میں مسلمان خلیفہ کو نہیں ہٹایا جائے گا اور مسلمانوں کی خلافت کو ختم نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں کے مقدس مقامات کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا لیکن جنگ کے بعد انگریز اپنے وعدے سے مکر گئے۔ اس پر پاک و ہند کے مسلمانوں نے انگریزوں کے خلاف تحریک شروع کی جسے تحریک خلافت کہا جاتا ہے۔ صوبہ بھر کے عوام نے مذہبی جوش و جذبے کے ساتھ تحریک میں حصہ لیا۔ تحریک کے دوران بعض علماء نے اعلان کیا کہ مسلمانوں کیلئے ہندوستان میں رہنا ناجائز ہے۔ اس لیے مسلمانوں نے پاک و ہند خصوصاً خیبر پختونخواہ سے جولائی 1920ء میں افغانستان کی طرف ہجرت کی۔ خیبر پختونخواہ کے تقریباً 20 ہزار افراد نے اس میں حصہ لیا اور قربانیں پیش کیں۔
صوبہ خیبر پختونخواہ کے اہم تاریخی واقعات	38	11-12	اس تحریک کے ارکان نے عدم تشدد کا راستہ اپنایا اور کسی بھی ظلم کا جواب ظلم سے نہیں دیا اور انگریزوں کو پاک و ہند سے نکالنے میں اہم کردار ادا کیا۔

جماعت: ششم　　　　مضمون: تاریخ　　　　ناشر: خیبر پختونخواہ ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور

سبق	صفحہ	سطر	متن
سلطان محمود غزنوی	53	15-16	مورخین کے مطابق سلطان محمود نے یہ حملے خدمت اسلام کے جذبہ کے تحت کیے۔ وہ اسلام کے غازی اور سپہ سالار تھے۔

جماعت: ہفتم　　　　مضمون: تاریخ　　　　ناشر: لیڈنگ بکس پبلشر

سبق	صفحہ	سطر	متن
سلطنت مغلیہ کا زوال	56	9-14	بہادر شاہ کو ایک اور شدید مشکل پنجاب میں سکھوں کی طرف سے پیش آئی تھی۔ مغلوں اور سکھوں کے درمیان پہلے سے تناؤ موجود تھا کیونکہ مغلیہ نے کئی سکھ سرداروں کو سزائے موت دی تھی۔ سکھوں نے مغلوں سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ دونوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی۔ سکھوں نے دریائے جمنا اور دریائے ستلج کے درمیانی علاقے میں موجود سرہند کے قصبے پر قبضہ کیا تھا اور وہاں مغلوں کی عملداری کو چیلنج کیا تھا۔ سرہند کی جنگ بہت خونریز تھی۔ سرہند کے گورنر وزیر خان کو سکھوں نے قتل کیا تھا اور ہزاروں مسلمانوں کا خون بہایا گیا تھا۔
انگریزوں کا غلبہ	80	8-9	اس زمانے میں پنجاب میں سکھوں کی حکومت تھی۔ مسلمانوں پر سکھ بہت ظلم کرتے تھے اور انہیں مذہبی آزادی سے محروم کر رکھا تھا۔
ایضاً	80	14-16	جس کی وجہ سے انہوں نے سکھوں کے ساتھ مل کر سید احمد کے خلاف سازش کی۔ مختلف وجوہات کی بناء پر پشاور کے بارکزئی سرداروں اور سید احمد کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے سکھوں کے ساتھ مل کر سید احمد کے خلاف سازش کی۔
ایضاً	81	8-11	انگریزوں کے مسلمانوں پر اعتماد نہ کرنے اور ظلم و ستم کی حکمت عملی نے مسلمانوں کو اقتصادی اور تعلیمی لحاظ سے بہت نقصان پہنچایا اور ہندو زمینداروں کے سلوک نے انہیں بدحالی میں مبتلا کر دیا۔ ہندوؤں کے زیر اثر آ کر وہ بہت سی بدعتوں کا شکار ہو گئے تھے۔

جماعت: ہفتم　　مضمون: تاریخ　　ناشر: خیبر پختونخواہ ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

سبق	صفحہ	سطر	متن
انگریزوں کا غلبہ	85	8-10	انگریزوں نے اقتدار مسلمانوں سے حاصل کیا تھا۔اس لیے وہ مسلمانوں کو اپنا اصل دشمن سمجھتے تھے۔انہوں نے مسلمانوں پر ترقی کے راستے بند کر دیئے تھے۔اس لیے مسلمانوں کے پاس انگریزوں کے خلاف لڑنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ تھا۔
ایضاً	85	15-17	انگریزوں نے ہندو پاک کے مذاہب اور سماجی اقدار میں بھی مداخلت شروع کی تھی۔انگریز افسر مقامی سپاہیوں سے نفرت آمیز اور ظالمانہ سلوک کیا کرتے تھے۔عیسائی پادریوں نے مقامی لوگوں کو زبردستی عیسائی بنانا شروع کر دیا تھا۔
ایضاً	88	8-16	انگریز جنگ آزادی کے اصل ذمہ دار مسلمانوں کو ہی سمجھ رہے تھے۔ ہندوؤں کو نوازا گیا جبکہ مسلمانوں کو شدید قسم کے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان پر قسم قسم کے ظلم وستم کیے گئے۔ مسلمانوں کے اہم قائدین کو پھانسی دی گئی اور اکثر کو جلاوطن کیا گیا۔مسلمانوں کی جائیدادیں ضبط کیں گئیں۔ مسلمانوں کا جینا حرام کیا گیا۔ ہندو مسلم اتحاد کو شدید نقصان پہنچایا گیا۔دونوں اقوام کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کی گئیں۔ ہندوؤں کے ساتھ نرمی کا مظاہرہ کیا گیا جبکہ مسلمانوں کو غیض وغضب کا نشانہ بنایا گیا۔ مصنوعی طریقے سے ایسے حالات پیدا کیے گئے تاکہ دونوں اقوام کے درمیان نفرت پیدا ہو۔ پنجاب کے سکھوں نے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کی۔اس طرح ہندو، مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان نفرت پیدا ہوئی۔اس کا فائدہ انگریز کو ہوا اور انگریزوں کی یہ پالیسی کہ ’’لڑاؤ اور حکومت کرو‘‘ کو دوام حاصل ہوا۔

جماعت: جماعت ہشتم　　مضمون: اُردو (لازمی)　　ناشر: خیبر پختونخواہ ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور

سبق	صفحہ	سطر	متن
معلوماتِ پاکستان	29	3-5	پاکستان ہمارے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔اس کا قیام ایک خاص مقصد کے تحت عمل میں آیا تھا۔وہ مقصد یہ تھا کہ اس پاک سرزمین پر اسلامی تعلیمات کا عملاً ظہور ہوگا، یہی وجہ تھی کہ بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے فرمایا تھا کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔

جماعت: ششم　　　　مضمون: اُردو　　　　ناشر: خیبر پختونخواہ ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور

سبق	صفحہ	سطر	متن
غازیوں اور شہیدوں کا دن	65	13-19	پانچ اور چھ ستمبر 1965ء کی شب کو ہمارے بزدل ہمسایہ ملک بھارت نے رات کی تاریکی میں اعلان جنگ کے بغیر پاکستان پر حملہ کر دیا۔ دشمن نے بین الاقوامی سرحدوں کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے پوری قوت، کثیر فوج اور ٹینکیوں کی بھاری تعداد کے ساتھ جسٹر، واہگہ اور بیدیاں کے علاقے پر بیک وقت حملہ کر دیا۔ دشمن کا خیال تھا کہ اہل پاکستان سوئے ہوئے ہوں گے اور وہ آسانی سے اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہو جائے گا۔

جماعت: ششم　　　　مضمون: اُردو　　　　ناشر: خیبر پختونخواہ ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور

سبق	صفحہ	سطر	متن
اسلامی ممالک کی تنظیم	14-15	75	گزشتہ دوسو سال قبل عالم اسلام کے خلاف جو سازشیں ہوئیں، اُن کے نتیجے میں بیشتر اسلامی ممالک غیروں کی غلامی میں چلے گئے۔
ایضاً	2-16	76	بیسویں صدی کے نصف آخر میں عالم اسلام مغرب کے تسلط سے آزاد ہو گیا، لیکن مغربی طاقتوں نے سازشیں جاری رکھیں تا کہ عالم اسلام متحد نہ ہو اور مسلمان دنیا کی سب سے بڑی قوت نہ بن سکیں۔

جماعت: نہم　　　　مضمون: مطالعہ پاکستان　　　　ناشر: الفتح پبلشرز، پرنٹرز، پشاور

سبق	صفحہ	سطر	متن
پاکستان کی نظریاتی اساس	2	5-7	نظریہ پاکستان کا مقصد جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے ہندو اکثریت کے یقینی غلبہ سے بچانا تھا جبکہ اقتصادی لحاظ سے اس کا مقصد معاشی استحصال کا خاتمہ اور تمام شہریوں کو ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرنا تھا۔
ایضاً	3	17-18	نظریہ پاکستان اور مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔ نہ کہ وطن یا نسل، ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو یہاں ایک نئی قوم کی بنیاد پڑ گئی۔

سفارشات

پاکستانی کوایک پرامن اور روشن خیال معاشرہ بنانے کے لئے ضروری ہوگا کہ درسی کتابوں کو اِن مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنایا جائے۔قومی کمیشن برائے امن وانصاف میں شامل تنظیمیں تعلیم عامہ، معیاری نصاب وکُتب نیز تعلیمی پالیسی کے حوالے سے مندرجہ ذیل سفارشات پر عمل درآمد کی اپیل کرتی ہیں۔

1۔ نصابِ تعلیم عالمی انسانی اقدار کے مطابق ہونا چاہیئے چنانچہ ملک میں مذہبی تنوع کا احترام اور تحمل مزاج معاشرے کی تشکیل تعلیمی پالیسی کا اولین مقصد قرار دیا جائے۔

2۔ مذہبی تعلیم اسکول کی بجائے خاندان اور دینی اداروں کی ذمہ داری ہولیکن اگر سکول میں مذہبی تعلیم حاصل کرنا اکثریتی مذہب کے بچے کا استحقاق ہے تو یہ حق بلا تفریق مذہب وفرقہ تمام طلباء کے لیے ہونا چاہیئے۔چنانچہ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 20 اور 22 پر عمل درآمد کرتے ہوئے اقلیتی مذاہب کے بچوں (ملک میں جن کی تعداد اندازاً 8 سے 10 لاکھ ہے، ان کے لئے اخلاقیات کے مضمون کی جگہ اُن کے مذاہب کی تعلیم کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

3۔ نصابِ تعلیم میں مذہب، فرقے اور صنف کی بنیاد پر موجود تعصّبات اور نفرت انگیز مواد کو خارج کیا جائے۔تمام مذاہب کے لئے یکساں تعظیم واحترام ملحوظِ خاطر رکھا جائے علاوہ ازیں اسباق میں مذاہب کا موازنہ ہرگز نہ کیا جائے اور اُن کا حوالہ دیتے وقت غیر جانبداری سے کام لیا جائے۔

4۔ اگر طلباء کو پاکستان کی تاریخ کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کروایا جائے تو یہ عمل ملک میں بین المذاہب ہم آہنگی اور سماجی تعلقات میں فروغ کا باعث بن سکتا ہے۔ بچوں کو تاریخ کے حوالہ سے تعصّبات کی تعلیم سے مکمل گریز کیا جائے یا پھر تمام نکتہ ہائے نظر غیر جانبداری سے بیان کئے جائیں تا کہ طلباء میں متوازن رائے اور تاریخ کا شعور اجاگر ہو۔

5۔ دینی مضامین کو صرف دینیات میں پڑھایا جائے۔

6۔ قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں مذہبی اقلیتوں کے کردار کو بیان کیا جائے نیز قومی ترقی میں اقلیتی افراد اور اداروں کی خدمات کا ذکر درسی کُتب کا حصہ بنایا جائے۔

7۔ دینی تعلیم مثلاً حفظِ قرآن کی بنیاد پر اضافی نمبروں کی رعایت کسی طور پر امتیازی سلوک نہ بنے اس لئے لازم ہوگا کہ دیگر مذاہب کے طلباء کے لئے دینی واقفیت کے معیارات مقرر کئے جائیں تا کہ وہ بھی ایسی رعایت کا فائدہ اٹھا سکیں۔

8۔ اِس امر کے پیشِ نظر کہ پاکستان کا آئین بچوں اور اقلیتوں سمیت شہریوں کے عمومی اور خصوصی حقوق کی ضمانت دیتا ہے نیز پاکستان نے اقوامِ متحدہ کے کنونشن ''بچوں کے حقوق'' پر دستخط کر رکھے ہیں سکول میں سہولیات، اساتذہ کی تربیت اور تعلیمی اداروں کے ماحول کے ضمن میں وفاقی اور پنجاب کی صوبائی حکومت ہر قسم کے تعصّبات کے خاتمے اور معیارِ تعلیم کو بلند کرنے کی غرض سے مالی اور تکنیکی وسائل بہم پہنچانے کی خاطر تعلیم کے شعبہ کو ترجیحی اہمیت دیں۔

قومی کمیشن برائے امن وانصاف

NCJP
NATIONAL COMMISSION FOR JUSTICE AND PEACE

قومی کمیشن برائے امن وانصاف

ای۔64/اے، سٹریٹ نمبر 8۔آفیسرز کالونی، والٹن روڈ لاہور، پاکستان
فون: 36668692-42-92+ فیکس: 36655549-42-92+
ای میل: ncjppakistan@gmail.com
ویب سائٹ: www.ncjp-pk.org